﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 13 — جمعۃ المبارک 15 ستمبر 2006ء — 22 شعبان 1427 ہجری قمری ❁ 15 تبوک 1385 ہجری شمسی — شمارہ 37

وسعت پیدا کرو

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: کوئی آدمی کسی دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود اس کی جگہ پر نہ بیٹھ جائے بلکہ مجلس کو فراخ کرو اور وسعت پیدا کیا کرو۔

(صحیح مسلم کتاب السلام باب تحریم اقامۃ الانسان)

❁❁❁❁❁❁

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

آدم سے لے کر آج تک کوئی نظیر پیش کرو کہ کوئی نبی آسمان پر گیا ہو یا آسمان سے نازل ہوا ہو۔

قرآن شریف میں، حدیث میں، لغت عرب میں، کہیں کسی نبی، صحابی وغیرہ کے متعلق لفظ تَوَفِّیْ کا بمعنے آسمان پر جسم عنصری کے ساتھ جانے کا دکھا دو تو مَیں فوراً مان لوں گا۔

یہ لوگ عیسائیوں کی اس قدر مدد کرتے ہیں کہ بہت سے لوگوں کو خود ان مولویوں ہی نے عیسائی بنا دیا ہے۔

’’آسمان سے نازل ہونے کی سنّت پہلے کبھی قائم نہیں ہوئی۔ آدم سے لے کر آج تک کوئی نظیر پیش کرو کہ کوئی نبی آسمان پر گیا ہو یا آسمان سے نازل ہوا ہو۔ خدا تعالیٰ کی عادت نہیں کہ کسی ایک شخص کے واسطے کوئی امر مخصوص کردے۔ ایک امر مخصوص کے ساتھ تو کوئی نبی بھی نہیں آیا۔ اس طرح سے وہ شخص معبود بن جاتا ہے اور یسوع کو خصوصیت دینا تو خود نصاریٰ کو مدد دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر وفات ظاہر کردی ہے۔ معراج کی حدیث کو پڑھو۔ جو لوگ معراج کے منکر ہیں وہ تو اسلام کے منکر ہیں۔ لاکھ احادیث کے برابر ایک حدیث معراج کی ہے۔ شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰؑ کو مُردوں میں دیکھا۔ اگر قبض روح نہیں ہوا اور زندہ مع الجسم آسمان پر گئے تو دوسرے عالَم میں کس طرح پہنچ گئے۔ متقی کے واسطے تو ایک ہی بات کافی ہوتی ہے۔ خیالی اور ظنّی باتوں کے پیچھے پڑ کر اصلی اور صحیح بات کو چھوڑ دینا تقویٰ کے برخلاف ہے۔ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے بار بار تفہیم ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ نشانات، تائید، نصرت الٰہی، نصوص قرآن و حدیث ہیں۔ مَیں جو کچھ کہتا ہوں خیال کرو کہ اَحَقّ بِالْاَمْن کونسی بات ہے۔ مَیں تو ایسا آیا ہوں جیسا کہ الیاس آیا۔ یہود سے پوچھو کہ وہ مسیح کے ماننے سے کیوں محروم رہے؟ ان کا عذر بھی یہی تھا کہ جیسا توریت میں لکھا ہے الیاس آسمان سے نہیں آیا۔ مگر ہمارے مسلمان تو یہ عذر بھی نہیں کر سکتے کیونکہ یہ بہت واقعات پہلے کے اپنے آگے رکھتے ہیں کہ نزول کس طرح ہوا کرتا ہے۔ یہ لوگ جتنا چاہیں مجھ سے جھگڑا کرلیں۔ مرنے کے بعد ان کو معلوم ہو جائے گا کہ حق کس طرف ہے۔ یہ لوگ عیسائیوں کی اس قدر مدد کرتے ہیں کہ بہت سے لوگوں کو خود ان مولویوں ہی نے عیسائی بنا دیا ہے۔ جو پہلو خدا تعالیٰ نے پکڑا ہے وہی سب سے افضل ہے اور اسلام کی فتح اسی کے ذریعہ ہوگی۔ نزول اور نزیل کا لفظ مہمان کے واسطے بطور اعزاز و اکرام کے استعمال کیا جاتا ہے۔ ہر زبان میں یہ محاورہ ہے۔ چنانچہ اردو میں بھی کہتے ہیں کہ آپ کہاں اُترے ہیں؟

اتنے میں ایک مولوی صاحب درمیان میں بول پڑے اور کہنے لگے کہ مسیح تو دمشق میں نازل ہوگا۔ آپ کہاں نازل ہوئے؟

حضرت اقدس: حدیث سے یہ ثابت ہے کہ وہ دمشق کے مشرق کی طرف نازل ہوگا۔ قادیان دمشق سے عین مشرق میں ہے۔ تَوَفّی کے معنے کے متعلق شہر بغداد میں ایک بڑا مباحثہ ہوا تھا کہ اس لفظ کے کیا معنے ہیں۔ اس مباحثہ میں بالآخر یہی فیصلہ ہوا کہ جہاں اللہ تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول بہٖ عَلَم ہو وہاں سوائے مارنے کے اور کوئی معنے نہیں آتے۔ اگر آج تم قرآن و حدیث یا لغت کی رو سے کوئی اور معنے دکھا دو تو مَیں آج بھی مان لینے کے واسطے تیار ہوں۔ لغت بھی زبان عربی کی کلید ہے۔ کوئی مثال لغت سے ہی دکھا دو تب بھی مان لوں گا۔ تعجب ہے کہ دوسروں کی رؤیت کا تم اعتبار کرتے ہو مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیت پر تم کو کوئی اعتبار نہیں۔ یہ جسم عنصری کا لفظ تم نے کہاں سے نکال لیا؟ اگر کہیں یہ لفظ دکھا سکتے ہو تو لے آؤ۔ مَیں تو اِس وقت بھی قبول کرنے کے واسطے تیار ہوں۔ قرآن شریف میں، حدیث میں، لغت عرب میں، کہیں کسی نبی، صحابی وغیرہ کے متعلق لفظ تَوَفّی کا بمعنے آسمان پر جسم عنصری کے ساتھ جانے کا دکھا دو تو مَیں فوراً مان لوں گا۔ لیکن تم حضرت عیسیٰؑ کے متعلق ایک لفظ کے وہ معنے کیوں کرتے ہو جو کسی نبی، کسی ولی، کسی صحابی، کسی انسان کے متعلق نہیں کئے گئے۔ پچیس سال سے خدا تعالیٰ مجھے یہی بتلا رہا ہے۔ پھر تائیدات سماوی اور نشانات میرے ساتھ ہیں۔ مَیں خدا تعالیٰ کی باتوں پر اب بھی ویسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ پہلی کتابوں پر رکھتا ہوں۔

اس جگہ بیچ میں پھر وہی مولوی صاحب بول پڑے کہ مَیں تَوَفّی کے معنے آسمان پر جانے کے دکھا سکتا ہوں۔ فوراً ایک قرآن شریف مولوی صاحب کے ہاتھ میں دیا گیا۔ لگے ورق گردانی کرنے اور اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھنے۔ کبھی اس کو کہتے کیوں میاں تم نکالو اور کبھی اس کو اشارہ کرتے ہیں کیوں بھائی کچھ بتاؤ نہ۔ بہت سے تھے، کبھی اس نے اُس ہاتھ سے قرآن چھینا کبھی اُس نے اِس ہاتھ سے قرآن چھینا۔ نکلنا تو کیا تھا۔ گھبرا کر بولے اچھا رَافِعُکَ (آل عمران:56) جو لکھا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ: رَافِعُکَ کے معنے اس جگہ وہی ہیں جو ﴿رَفَعْنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا﴾ (مریم:58) کے معنے ہیں۔ مسلمان ہر روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی یہی دعا مانگتے ہیں کہ ان کا رفع ہو تو کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے جائیں؟ بات وہی صحیح ہے جو خدا تعالیٰ نے بتلا دی اور الہامات سے اس کی تائید کی۔

مولوی صاحب: الہام کیا ہے؟ الہام تو مجھے بھی ہوتا ہے۔ (بعد میں معلوم ہوا کہ اس مولوی کا نام نظام الدین ہے اور کسی مسجد میں لڑکے پڑھاتا ہے)۔

حضرت اقدس: مَیں ایسے الہام نہیں مان سکتا جس کے ساتھ تائیدات سماوی کا نشان نہ ہو۔ ایسے الہام کے مدعی تو ہر نبی کے زمانہ میں گزرے ہیں۔ اگر آپ کے پاس کوئی نشان ہے تو دکھلاؤ۔

اتنے میں حضرت مولوی محمد احسن صاحب نے لغت کی ایک کتاب مختار الصحاح نکالی اور اس مولوی کو دکھلایا کہ تَوَفّی کے معنے مارنے کے لکھے ہیں۔

مولوی صاحب: مَیں لغت نہیں مانتا۔ اچھا مان لیا۔ اگر عیسیٰ مر گیا ہے تو اس کی لاش دکھلاؤ۔

حضرت اقدس: جب مرجانا ثابت ہے تو کافی ہے۔ لاشیں حضرت ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کی کہاں ہیں؟‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 510-512۔ جدید ایڈیشن)

قرآن شریف کی ایک برکت

ایک شخص نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کی کہ حضور میرے واسطے دعا کی جاوے کہ میری زبان قرآن شریف اچھی طرح ادا کرنے لگے۔ قرآن شریف ادا کرنے کے قابل نہیں اور چلتی نہیں، میری زبان کھل جاوے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ:۔

تم صبر سے قرآن شریف پڑھتے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو کھول دیگا۔ **قرآن شریف میں یہ ایک برکت ہے کہ اس سے انسان کا ذہن صاف ہوتا ہے اور زبان کھل جاتی ہے۔** بلکہ اطباء بھی اس بیماری کا اکثر یہ علاج بتایا کرتے ہیں۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 105)

❁ ......’’ **قرآن کو بہت پڑھنا چاہئے اور پڑھنے کی توفیق خدا تعالیٰ سے طلب کرنی چاہئے کیونکہ محنت کے سوا انسان کو کچھ نہیں ملتا۔** کسان کو دیکھو کہ جب وہ زمین میں ہل چلاتا ہے اور قسم قسم کی محنت اٹھاتا ہے تب پھل حاصل کرتا ہے مگر محنت کے لئے زمین کا اچھا ہونا شرط ہے۔ اسی طرح انسان کا دل بھی اچھا ہو، سامان بھی عمدہ ہو، سب کچھ کر بھی سکے تب جا کر فائدہ پاوے گا ﴿لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾ (النجم:40) دل کا تعلق اللہ تعالیٰ سے مضبوط باندھنا چاہئے۔ جب یہ ہوگا تو دل خود خدا سے ڈرتا رہے گا اور جب دل ڈرتا رہتا ہے تو خدا تعالیٰ کو اپنے بندے پر خود رحم آجاتا ہے اور پھر تمام بلاؤں سے اسے بچاتا ہے۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 233)

آداب تلاوت قرآن کریم

❁ ......ایک صاحب نے سوال کیا کہ قرآن شریف کس طرح پڑھا جائے؟

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا:۔

’’ قرآن شریف تدبر و تفکر و غور سے پڑھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے رُبَّ قَارٍ یَّلْعَنُهُ الْقُرْاٰن یعنی بہت ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ **جو شخص قرآن پڑھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اس پر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیت رحمت پر گزر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر و غور سے پڑھنا چاہئے اور اس پر عمل کیا جاوے‘‘۔**

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 157)

❁ ......**آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن شریف غم کی حالت میں نازل ہوا ہے۔ تم بھی اسے غم ہی کی حالت میں پڑھا کرو۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا بہت بڑا حصہ غم والم میں گذرا ہے۔** (ملفوظات جلدسوم صفحہ152)

تلاوت قرآن خوش الحانی سے کرنا

❁ ......سوال: خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنا کیسا ہے؟

حضرت اقدس: **خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنا بھی عبادت ہے** اور بدعات جو اس کے ساتھ ملا لیتے ہیں وہاں عبادت کو ضائع کر دیتی ہیں۔ بدعات نکال نکال کر ان لوگوں نے کام خراب کیا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 162 حاشیہ)

❁ ......’’ **قرآن شریف کو بھی خوش الحانی سے پڑھنا چاہئے۔ بلکہ اس قدر تاکید ہے کہ جو شخص قرآن شریف کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔** اور خود اس میں ایک اثر ہے۔ عمدہ تقریر خوش الحانی سے کی جائے تو اس کا بھی اثر ہوتا ہے۔ وہی تقریر ژولیدہ زبانی سے کی جائے تو اس میں کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جس شئے میں خدا تعالیٰ نے تاثیر رکھی ہے اس کو اسلام کی طرف کھینچنے کا آلہ بنایا جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔ حضرت داؤد کی زبور گیتوں میں تھی جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ جب حضرت داؤد خدا تعالیٰ کی مناجات کرتے تھے تو پہاڑ بھی ان کے ساتھ روتے تھے اور پرندے بھی تسبیح کرتے تھے‘‘۔

(ملفوظات چہارم صفحہ 524)

❁ ......’’ **بار بار قرآن شریف کو پڑھو اور تمہیں چاہئے کہ برے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے کوشش کرو کہ ان بدیوں سے بچتے رہو۔ یہ تقویٰ کا پہلا مرحلہ ہوگا۔** جب تم ایسی سعی کرو گے تو اللہ تعالیٰ پھر تمہیں توفیق دے گا اور وہ کافوری شربت تمہیں دیا جاوے گا جس سے تمہارے گناہ کے جذبات بالکل سرد ہو جائیں گے اس کے بعد نیکیاں ہی سرزد ہوں گی۔ جب تک انسان متقی نہیں بنتا یہ جام اُسے نہیں دیا جاتا اور نہ اس کی عبادات اور دعاؤں میں قبولیت کا رنگ پیدا ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ﴾ (المائدہ:28) **یعنی بیشک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کی عبادات کو قبول فرماتا ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ نماز روزہ بھی متقیوں ہی کا قبول ہوتا ہے‘‘۔** (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 656)

اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْر

جلوۂ فاراں برق طُور
مری تجلّی مرا ظہور
ظلمت کی اوقات ہی کیا
وقت بھی مَیں اَور مَیں ہی نُور
تجھے منور کیا ہے مَیں نے
کیا تجھے مَیں نے مامور
اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْر

تجھے لیا میں نے جب چُن
عطا کروں گا سارے گُن
کرے وہی تکرار جسے
گراں ہو اپنی بیخ و بُن
شہِ شہاں ہوں ، قادر ہوں
چلے گی کس کی مرے حضور
اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْر

امر ہے اپنے رب کا تُو
حرف ہے میرے لب کا تُو
تیری طاعت مری اطاعت
رہبر ہے اب سب کا تُو
بُنے ہیں مَیں نے خواب ترے
ملے گی منزل اُنہیں ضرور
اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْر

نفس نفس ہے ترا دعا
سجدہ کر اور قدم اٹھا
ترے دکھوں کا درماں میں
کسی طرح کا خوف نہ کھا
ترے مقابل ہوا کوئی جب
اُسے کروں گا چکنا چُور
اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْر

چاک پہ اپنے کوزہ گر
ڈھال نئے قدسی پیکر
تری اذاں ہے مری زباں
تری نظر ہے مری نظر
مرا ہے تُو ، مَیں تیرا ہوں
ترا چلن میرا دستور
اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْر

رُخ چمن پر نئی پھبن ہے
نیا ہے موسم نئی لگن ہے
کلیاں، پھول، ثمر ہیں تیرے
نت بیکل کیوں تیرا من ہے
مالی ہے تُو مرے چمن کا
میں ناصر ہوں ، تُو منصور
اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْر

اگر بجائے بنسی شام
جپے گی رادھا کس کا نام؟
بچھا دئے ہیں میں نے دل
رہ میں تیری مرے غلام
کمی کوئی اکرام میں تیرے
مجھے ہو کیسے اب منظور
اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْر

(جمیل الرحمن۔ ہالینڈ)

ہفت روزہ **الفضل انٹرنیشنل کا**

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

نظام جماعت کے ساتھ ہمیشہ چمٹے رہو، نظام کی پوری پابندی کرو۔

(حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

تقریر برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2006ء

احمدیت کا پیدا کردہ انقلاب

(ڈاکٹر عبدالخالق - ربوہ)

﴿هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا﴾ (الفتح:29)

ترجمہ: وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ تمام دینوں پراُس کو غالب کردے اور اللہ ہی کافی گواہ ہے۔

مسیحِ وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے اُن کو ساقی نے پلا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِيْ اَخْزَى الْاَعَادِيْ

آنحضرت ﷺ کا پیدا کردہ عظیم روحانی انقلاب

ہمارے پیارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جو عظیم روحانی انقلاب دنیا میں پیدا کیا اُس کے بارہ میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا:

''وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں ہی زندہ ہوگئے اور پُشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوگئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا''۔

یہ ایسا حیرت انگیز انقلاب تھا جس نے عرب کے وحشیوں کو باخدا انسان بنا دیا اور وہ آسمان ہدایت کے ستارے بن گئے۔ عشاق ایسے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وضو کے پانی کے قطرے نیچے نہ گرنے دیتے اور اپنے اعضاء پر لے لیتے۔ اطاعت شعار ایسے کہ شراب کے رسیا اور اُس کے نشے میں مخمور، منادی کی آواز سنی کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوگیا تو شراب کے مٹکے زمین پر بہا دئے اور اُس دن مدینہ کی گلیوں میں شراب بہتی ہوئی نظر آئی۔ عبادت گزار ایسے کہ حرم کے کبوتر اُن کے کندھوں پر آکر بیٹھ جاتے تو وہ یادِ خدا میں محو رہتے۔ خدا کی راہ میں مال مانگا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر کا سارا سامان لے کر حاضر ہوگئے۔ علم کی پیاس ایسی کہ بھوکے پیاسے درِ نبویؐ پر پڑے رہتے کہ مبادا کب رسول خدا ﷺ تشریف لاوے اور ہم کوئی بات سننے سے محروم نہ رہ جائیں۔ اور جاں نثار ایسے تھے کہ جنگِ اُحد کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مَیں نے سعد بن ربیع کو تلواروں اور نیزوں کے درمیان گھرے ہوئے دیکھا تھا۔ کوئی جائے اور اُن کی خبر لے کر آئے۔ میدان جنگ سے وہ دیکھ کر واپس لوٹے اور عرض کی کہ مجھے سعد بن ربیع کہیں نظر نہیں آئے۔ فرمایا جاؤ اور میدان جنگ میں یہ آواز لگاؤ کہ مجھے خدا کے رسول نے تیری خبر لینے کے لئے بھیجا ہے۔ سعد بن ربیع موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا تھے۔ انہوں نے کہا خدا کے رسول ﷺ کو میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ یا رسول اللہ نبیوں کے متبعین کی قربانی کی وجہ سے جو ثواب نبیوں کو ملتا ہے اللہ اُس کے بارہ میں آپ کی آنکھ سب سے زیادہ ٹھنڈی کرے اور پھر میری قوم سے کہنا کہ اے میری قوم! محمد رسول اللہ ﷺ خدا کی ایک امانت تھے۔ جب تک ہم زندہ رہے ہم نے اس امانت کی حفاظت کی۔ اب ہم یہ امانت تمہارے ہاتھوں میں دئے جاتے ہیں۔ یاد رکھو اگر اس امانت کو کوئی گزند پہنچ گیا تو قیامت کے دن خدا تمہارا کوئی جواب نہیں سنے گا۔

احمدیت اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا نام ہے

احمدیت اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا نام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کوئی نیا دین یا نیا کلمہ نہیں لائے بلکہ آپ اس لئے کھڑے ہوئے تھے کہ مسلمانوں کے اندر اسلام کی حقیقی روح کو تازہ کریں اور ادیانِ باطلہ کا بطلان ظاہر کریں اور اسلام کی فضیلت اور برتری کو دنیا پر ثابت کریں۔ انبیاء ایک روحانی انقلاب کے منّاد ہوتے ہیں اور وہ شیطانی حکومت کو مٹانے کے لئے آتے ہیں اور آسمانی بادشاہت قائم کرنا اُن کا مقصد ہوتا ہے۔ یہ مقصد ایک رُوحانی مقصد ہے جسے رُوحانی ہتھیاروں سے حاصل کیا جاتا ہے۔

احمدیت دنیا میں کس قسم کا انقلاب پیدا کرنا چاہتی ہے اور کس حد تک اس میں کامیاب وکامران ہوئی اس سے قبل یہ دیکھنا ضروری ہے کہ جماعت کن اغراض ومقاصد کے تحت قائم کی گئی۔ حضرت اقدس علیہ السلام اپنی بعثت کی غرض وغایت بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔ سوتم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔''

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا:

''جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے پیوند کرتا ہے جس کی طرف سے مَیں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی کی وجہ سے دُور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانہ کا حِصنِ حَصین مَیں ہوں۔ جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا مگر جو شخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے ہر طرف اُس کو موت درپیش ہے اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہ جو بدی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک مطیع بندہ بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے مَیں اس میں ہوں۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار
اب اِسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگان دشتِ خار
ہرطرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

ظہور احمدیت کے وقت مسلمانوں کی حالت

احمدیت کے پیدا کردہ انقلاب پر اظہار خیال سے قبل یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ ظہورِ احمدیت کے وقت مسلمانوں کی کیا حالت تھی۔ اسلام کے بنیادی تصورات اور عقائد ایک ایک کر کے تبدیل کر دیئے گئے تھے۔ توحیدِ خالص اسلام میں نہ تھی۔ شرک عام ہو گیا ایک طرف خدا کی طاقتوں میں کمی کی جانے لگی اور ناچیز انسانوں کو خدائی صفات سے متصف کیا جانے لگا۔ اور وہ جو توحیدِ خالص کے قیام کے لئے آئے تھے۔ اُن کے مزاروں کو شرک کی آماجگاہیں بنا دیا گیا اور اُن کی قبریں حاجت مندوں کی زیارت گاہیں بن گئیں اور خاک کے تودوں کو سجدے ہونے لگے۔ مسلمانوں کی حالت ایک مردہ کی سی تھی۔ تمام مذاہب اسلام پر حملہ آور تھے اور چند ہی دنوں میں اِسے دُنیا سے نیست و نابود کرنے اور صفحہ عالم سے مٹا دینے پر تلے ہوئے تھے اور مفکرین یہ کہہ رہے تھے کہ

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

اس وقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مسلمانوں کی زبوں حالی اور اسلام کی حالت زار دیکھ کر تڑپ اُٹھے۔ چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام کے صحابی مولوی فتح دین دھرم کوٹی صاحبؓ روایت کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ آدھی رات کے وقت حضرت صاحبؑ بہت بے قراری سے تڑپ رہے ہیں۔ ایک کونہ سے دوسرے کونہ کی طرف تڑپتے ہوئے چلے جاتے ہیں جیسے ماہی بے آب تڑپتی ہے۔ حضور علیہ السلام نے اُن کے استفسار پر اِس حالت واردہ کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ جس وقت ہمیں اسلام کی مہم یاد آتی ہے جو مصیبتیں اس وقت اسلام پر آرہی ہیں اُن کا خیال آتا ہے تو ہماری طبیعت سخت بے چین ہو جاتی ہے۔ یہ اسلام کا ہی درد ہے جو ہمیں اس طرح بے قرار کر دیتا ہے۔''

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ29)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام دین اسلام کے بارہ میں اپنے درد کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہوئے خدا سے عرض کرتے ہیں:

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضُعفِ دینِ مصطفیٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

اور پھر یہ نوید دی:

''سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے''۔

اور پھر عالمگیر روحانی انقلاب کی پیش خبری دی۔ فرمایا:

''خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔...... سوائے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا''۔

(تجلّیاتِ الٰہیہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ409)

اسلام اور احمدیت کے عالمگیر غلبہ کا آخری منظر پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مَیں دیکھتا ہوں کہ ایک بحر زخار کی طرح دریا ہے جو سانپ کی طرح بل پیچ کھاتا مغرب سے مشرق کو جارہا ہے اور پھر دیکھتے دیکھتے سمت بدل کر مشرق سے مغرب کو الٹا بہنے لگتا ہے''۔ (تذکرہ صفحہ443)

یہ وہ آخری صورت ہے جو احمدیت کے ذریعہ پیدا ہونے والی ہے جبکہ دنیا کی کایا پلٹ جائے گی اور یورپ اور امریکہ کی اقوام اسلام کے آگے گھٹنے ٹیکیں گی۔ ایک نئی زمین اور نیا آسمان اور یہ عالمگیر انقلاب روحانی ذرائع سے وجود میں آئے گا۔

عظیم فکری، علمی اور روحانی انقلاب

جماعت احمدیہ نے دنیا میں ایک عظیم فکری، علمی اور رُوحانی انقلاب پیدا کیا جو ہمہ جہت ہے اور جس کی تفصیلات اِس مختصر وقت میں بیان نہیں کی جاسکتیں۔ تاہم اِس عظیم روحانی انقلاب کے خدوخال اور چند جھلکیاں پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

خدا تعالیٰ کا تصور رُوحانیت کا مرکزی نقطہ ہے۔ اسلام نے خدا تعالیٰ کو ایک زندہ حقیقت کے طور پر پیش کیا۔ لیکن جب مسلمان تنزل اور مایوسی کے دور میں داخل ہوئے تو لقائے الٰہی اور وحی والہام کے منکر ہو گئے تب اس انتہائی مایوسی کے دور میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی یہ پُرشوکت آواز بلند ہوئی۔

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

آپ نے اپنے وجود کو ایک زندہ خدا کے زندہ ثبوت کے طور پر پیش کیا اور بنی نوع انسان کو اُس خدا کی طرف پکارا جس کے دیدار کی لذّت آپ نے پائی۔ آپ نے فرمایا:

''کیا ہی بدبخت وہ انسان ہے جس کو یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اِس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔

مَیں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے مَیں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں"۔

اس صلائے عام کو سن کر سینکڑوں ہزاروں اس چشمہ کی طرف دوڑے اور سیراب ہوئے اور اِس دنیا میں اپنے ربّ کو پا گئے۔ وہ صاحبِ کشوف و الہام ہوئے۔ ہزار ہا مردوں نے بھی اسلام کے زندہ خدا کا مشاہدہ کیا اور ہزار ہا عورتیں اور بچے بھی ان جلووں سے محروم نہ رہے۔

ہے عجب جلوہ تیری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے تیرے دیدار کا

خدا کے بعد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے جس پر کامل اور پُر خلوص ایمان کے بغیر حصولِ نجات ممکن نہیں۔ احمدیت نے حضرت عیسیٰ ؑ کو آسمان پر اٹھائے جانے اور حضرت نبی کریم کی نبوت کے فیضان کے خاتمہ کے سراسر غیر اسلامی اور حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخانہ عقیدہ کے خلاف عالمگیر سطح پر ایک عظیم الشان کامیاب جہاد کیا۔ قرآن و حدیث اور محکم دلائل سے وفات مسیح ؑ کو ثابت کیا۔ احمدیت نے اس عقیدہ کے چنگل سے اسلام کو نجات بخشی اور دنیا پر واضح کردیا کہ اُمت محمدیہ اپنی اصلاح کے لئے کسی غیر نبی کی محتاج نہیں بلکہ ہر دوسری اُمت اصلاح کے لئے امت محمدیہ کی محتاج ہے۔ احمدیت نے دنیا کو یہ بتا دیا کہ فساد عظیم اور خروج دجّال کے وقت کسی بنی اسرائیلی نبی نے نہیں بلکہ محمد ﷺ کے غلام نے دنیا کو اس فتنہ عظیم سے نجات بخشنی تھی اور دجّال کے سر کو براہین کی تلوار سے پاش پاش کرنا تھا۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا وہ غیر مبدّل اور محفوظ کلام ہے اور وہ عظیم الشان نعمت ہے جو بنی نوع انسان کے لئے آخری ہدایت کے طور پر نازل ہوئے۔ ظہور احمدیت کے وقت بعض مفسرین قرآن کریم کی صدہا آیات کو منسوخ قرار دے رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود ؑ نے فرمایا:

"قرآن کریم کی چند سو آیات کا تو کیا سوال۔ ایک نقطہ، ایک شعشہ بھی اس غیر مبدّل کتاب کا نہ منسوخ ہے اور نہ قیامت تک ہوگا"

آپؑ نے فرمایا: "جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے"۔

قرآن مجید سے حقیقی محبت کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

"حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں۔ باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو۔ اس سے بہت پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو"۔

(کشتی نوح)

حضرت مسیح موعود ؑ اور آپ کے خلفاء کرام نے قرآن کریم کی عظیم الشان خدمت سرانجام دی۔ اپنی جماعت میں عشق قرآن اور خدمت قرآن کا جذبہ پیدا کیا اور مخالفین یہ کہنے پر مجبور ہوگئے اور یہی ہمارا آج کے مسلمان کہلانے والوں کو جواب ہے جنہوں نے قرآن کریم کی بے حرمتی کے جھوٹے اور ناپاک الزام لگا کر احمدیوں کے جائیدادوں کو لوٹا اور نذرِ آتش کیا۔ مولانا ظفر علی خان نے ایک مرتبہ لکھا۔

"احراریو! کان کھول کر سُن لو کہ تمہارے اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کرسکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے۔ تم میں ہے کوئی جو قرآن کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے۔ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔ تم خود کچھ نہیں جانتے تم لوگوں کو کیا بتاؤ گے۔ مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔ میں حق بات کہنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ اگر تم نے مرزا محمود کا مقابلہ کرنا ہے تو پہلے قرآن سیکھو"

(خوفناک سازش مصنفہ مولوی مظہر علی اظہر صفحہ 195-196)

جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساٹھ سے زائد زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کر چکی ہے اور اشاعتِ قرآن کا عظیم الشان فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ پس اسلام تو وہی تھا اور اسلام کا خدا بھی وہی۔ رسول بھی وہی۔ کتاب بھی وہی۔ لیکن ان تینوں بنیادی اور ازلی حقیقتوں کے تصورات تبدیل اور مسخ کر دیئے گئے تھے۔ تب خدا جس نے دین اسلام کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا اس نے احمدیت کو قائم کیا۔ غلامانِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک بطلِ جلیل معبوث فرمایا جو اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرے۔

حضرت مسیح موعود ؑ نے دُنیا کو جو رُوحانی خزائن عطا فرمائے وہ نوّے سے زائد کتب کی صورت میں موجود ہیں اور اِنہی روحانی خزائن کی روشنی سے آج ہزاروں اہل علم احمدی حضرات اسلام کے قلمی جہاد میں مصروف ہیں۔ حضرت مسیح موعود ؑ نے فرمایا:

"جو مجھے دیا گیا وہ محبت کے ملک کی بادشاہت ہے معارفِ الٰہی کے خزانے ہیں جن کو بفضلہٖ تعالیٰ اس قدر دوں گا کہ لوگ لیتے لیتے تھک جائیں گے۔"

خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی آج کس شان سے پوری ہورہی ہے کہ آنے والا مسیح اس قدر مال تقسیم کرے گا کہ کوئی لینے والا نہیں ملے گا۔ مسیح محمدی نے علوم و معارف کے خزانے لٹا کر دنیا کو سرسبز و شاداب کر دیا۔

آپ نے فرمایا ؎

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب مَیں دیتا ہوں اگر کوئی ملے اُمیدوار

نظامِ خلافت کا قیام

احمدیت نے دُنیا کو محض نظریاتی اور اعتقادی اور فکری انقلاب ہی نہیں دیا بلکہ وہ نظام بھی عطا کیا جو اس آسمانی پانی کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ دُنیا کے کونے کونے تک اس کی ترسیل کا انتظام کرتا ہے یہی وہ نظام ہے جسے اسلامی اصطلاح میں نظام خلافت کہا جاتا ہے۔ یہی وہ نظام ہے جس کے ذریعہ دین کو تمکنت نصیب ہوتی ہے اور مومنوں کا خوف مبدل بہ امن ہو جاتا ہے اور وہ اللہ کے حقیقی عبادت گزار بندے بن کر نظام خلافت کو استحکام بخشتے ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سے آج تک اسلامی تاریخ کا سب سے بڑا المیہ نظام خلافت کا ہاتھ سے جاتے رہنا ہے۔ دنیا کی اکثریت کی اسلام سے محرومی کی بنیادی وجہ بھی یہی ہے کہ وہ اسلامی نظامِ خلافت کی برکات سے محروم ہیں۔ یہ نظام اللہ تعالیٰ کی منشاء اور ارادہ سے قائم ہوتا ہے اس لئے تاوقتیکہ آسمان پر خدا اس نظام کو ازسرنو قائم کرنے کا فیصلہ نہ فرمائے صرف انسانی ہاتھوں کے ذریعے اس کا قیام ممکن نہیں ہے۔ پس

اس المیہ کے بعد جو گزر گیا خدا تعالیٰ کا عظیم ترین فضل بھی یہی ہے کہ آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر خلافتِ راشدہ اسلامیہ کا دوبارہ قیام فرمایا۔

آج ساری دنیا میں یہ واحد جماعت ہے جو خلافت کے بابرکت روحانی نظام سے منسلک ہے اور ایک واجب الاطاعت امام کے زیرِ سایہ اسلام کی سر بلندی اور دین اسلام کے احیاء کے لئے کوشاں ہے اور جماعت اور خلافتِ احمدیہ کا رگِ جاں کا رشتہ ہے۔ ہر ابتلاء میں جماعتِ مومنین کا خوف مبدّل بہ امن ہوا۔

1953ء کی تحریک کے موقع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا انشاء اللہ فتح ہماری ہے۔ کیا آپ نے گزشتہ چالیس سال میں کبھی دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے چھوڑ دیا؟ تو کیا وہ اب مجھے چھوڑ دے گا ساری دنیا مجھے چھوڑ دے مگر وہ انشاء اللہ کبھی نہ چھوڑے گا۔ سمجھ لو کہ وہ میری مدد کے لئے دوڑا آ رہا ہے۔ وہ میرے پاس ہے اور وہ مجھ میں ہے۔

پھر چشم فلک نے یہ نظارہ دیکھا کہ جب یہ نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھا گیا تو خدا کے مسیح کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچ چکا تھا اور ہم یہ کہنے میں حق بجانب تھے کہ آج احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا:

"میں خدا کا خلیفہ ہوں۔ میرے بعد جو آئے گا وہ بھی خدا کا خلیفہ ہوگا۔ ضرور ہے کہ حکومتیں اُس سے ٹکر لیں وہ پارہ پارہ کردی جاویں گی"۔

پھر چشم فلک نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ وقت کے حکمران نے یہ اعلان کیا کہ میں اس جماعت کے ہاتھ میں کشکول پکڑا دوں گا لیکن خدا تعالیٰ نے اس کے ہاتھ میں کشکول پکڑا دیا اور وہ زندگی کی بھیک مانگتا پھرا اور اُسے وہ بھی نصیب نہ ہوئی اور خلافت احمدیہ بڑی شان کے ساتھ اسلام اور احمدیت کی سربلندی کے لئے کوشاں رہی۔

1984ء میں خلافت احمدیہ کو مٹانے کے لئے ایک اور حکمران اپنے رفقاء کے ساتھ اُٹھا اور اُس نے کہا کہ یہ جماعت ایک کینسر ہے میں اس کو جڑ سے اُکھاڑ دوں گا۔ مسیحِ پاک علیہ السلام کے جانشین خلیفہ نے ربوہ کے اسٹیج سے یہ اعلان کیا کہ 'خدا اُڑا دے گا خاک اُن کی' اور فرمایا ؎

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے رُوبۂ زار و نزار

خدا تعالیٰ نے اِن کی خاک اُڑا دی اور اُن کو بھسم کر کے رکھ دیا۔ جماعت اللہ کے فضل سے صبر و استقامت کا دامن تھامتے ہوئے روحانیت کے نئے نئے میدانوں میں داخل ہوتی چلی گئی۔ وہ جو قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے خواب دیکھا کرتے تھے آج اُس کے بیٹے اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ دُنیا کے تمام براعظموں میں احمدیت کا پرچم اپنی پوری شان کے ساتھ لہرا رہا ہے اور وہ اپنے ہر منصوبہ میں ناکام و نامراد رہے۔ احمدیت کی عالمی سطح پر صف لپٹنے کے دعویدارو! آج دیکھو دنیا کے ہر خطہ میں مسیح پاک ؑ کا مشن کس شان کے ساتھ خدا کی وحدنیت اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا پرچم بلند کر رہا ہے۔

اب خلافتِ خامسہ کے اس بابرکت دور میں آپ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ آسمان سے بھی اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْر کی صدائیں بلند ہوئیں اور شمع محمدی کے پروانے بھی دُنیا کے کونے کونے سے لبیک یا سیدی، لبیک یا سیدی کے نعرے بلند کرتے ہوئے اس شمع خلافت کے گرد جمع ہیں۔

ہوتی نہ اگر روشن یہ شمع رُخِ انور
کیوں جمع یہاں ہوتے سب دُنیا کے پروانے

اے دنیا میں امن و سلامتی کے متلاشیو! آج تمہیں حقیقی امن و سکون اس روحانی نظام خلافت کے سایہ میں ملے گا۔ آؤ ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ اور مسیحِ پاک ؑ کی اس آواز کو سنو۔

قوم کے لوگو! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

ایک مرکزی نقطۂ حیات یعنی خلیفۃ المسیح کے گرد فدائیانِ اسلام کی ایک جماعت اکٹھی ہے جو خدمت اسلام کے لئے اُس کی ہر آواز پر سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کے سوا کچھ نہیں جانتی۔ نیکی کی جن راہوں کی طرف آپ بلاتے ہیں بڑی تیزی کے ساتھ اُن پر قدم مارتی ہے۔ دینِ محمدی کی جس خدمت کے لئے آواز دیتے ہیں وہ اپنی جانیں اور مال لئے حاضر ہو جاتے ہیں۔ جماعت اللہ کے فضل سے ایک ہاتھ پر اُٹھنا اور ایک ہاتھ پر بیٹھنا جانتی ہے۔ یہ جماعت اپنی کثرت کے باوجود فردِ واحد کی طرح زندہ ہے جس کی جان خلافتِ راشدہ میں ہے اور خلیفہ راشد اُس کے لئے بمنزلہ دل ہے۔ اور خلافت کے زیرِ سایہ جماعت ایک نظام کی لڑی میں پروئی ہوئی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید، وقف جدید، امرائے جماعت، ذیلی تنظیمیں، لجنہ اماء اللہ، انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ اس رُوحانی نظام کی نہریں ہیں جو کل عالم کو سیراب کر رہی ہیں۔ احبابِ جماعت کی تعلیم و تربیت اور اسلام کی اشاعت اور احیائے دین کے لئے کوشاں ہیں۔ احمدیت کا پیدا کردہ یہ حیرت انگیز انقلاب ہے۔ اس نے ہر فردِ واحد کو ایک مرکزی نقطہ پر اکٹھا کر دیا ہے۔

جلسہ سالانہ۔ امت واحدہ کے قیام کا ذریعہ

حضرت مسیح موعود ؑ کی بعثت کی غرض ساری دُنیا کو ایک امت میں تبدیل کرنا تھا۔ جن کا خدا ایک ہو، جن کا رسول ایک ہو، جن کا ایمان ایک ہو، جو اخوت، محبت اور ایثار سے بنی ہوئی ایک نہ ٹوٹنے والی زنجیر میں پروئے ہوں اس عالمی بھائی چارے کی تشکیل اور تعمیر میں ہمارا جلسہ سالانہ ایک بنیادی کردار ادا کر رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود ؑ سے اللہ تعالیٰ کے ہمکلام ہونے کا سلسلہ آپ کی جوانی کے زمانہ سے شروع ہوگیا تھا لیکن مارچ 1882ء میں وہ تاریخی الہام ہوا جو آپؑ کی ماموریت کی بنیاد بنا۔ اور پھر 1882ء میں آپ کو الہام ہوا:

یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق۔ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق۔

یعنی تیرے پاس دور دراز سے لوگ آویں گے اور تیری امداد کے لئے تجھے دور دراز سے سامان پہنچیں گے حتّٰی کہ لوگوں کی آمد اور اموال و سامان کے آنے سے قادیان کے راستے گھس گھس کر گہرے ہو جاویں گے۔ اس کے بعد الہام ہوا: وَسِّعْ مَکَانَکَ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابی حضرت میاں عبداللہ سنوری صاحب ؓ فرماتے

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہمیں دعائیں کرنے کے طریقے اور سلیقے سکھلائے اور اپنی دعاؤں کی قبولیت کے نشان دکھا کر اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین کامل اور ایمان کامل پیدا فرمایا۔

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی قبولیت دعا کے بعض ایمان افروز واقعات کا دلنشین تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 25/اگست 2006ء بمطابق 25ظہور 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ -

جیسا کہ گزشتہ سے پہلے خطبہ میں میں نے کہا تھا کہ ہم خوش قسمت ہیں کہ اس زمانے میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے اس پیارے مسیح و مہدی کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جو اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق ہیں اور جس نے آج اپنے آقا و مطاع کی پیروی میں ہمیں دعائیں کرنے کے طریقے اور سلیقے سکھائے۔ اپنی دعاؤں کی قبولیت کے نشانات دکھا کر اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین کامل اور ایمان کامل پیدا فرمایا، آپ نے اپنے مخالفین کو چیلنج دے کر فرمایا کہ تم لوگ جو اٹھتے بیٹھتے مجھے گالیاں دیتے ہو اور کافر و دجال کہتے ہو (نعوذ باللہ) میرے سے مقابلہ کرو اور اس کے لئے آپ نے اور باتوں کے علاوہ قبولیت دعا کا چیلنج بھی دیا لیکن کسی کو مقابلے پر آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہر دن جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت پر طلوع ہوتا ہے وہ گزشتہ سو سال سے زائد عرصے سے مخالفین کی انتہائی کوششوں بلکہ بعض حکومتوں کی کوششوں کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو ترقی کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ پس یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں ہی ہیں جو آج تک قبولیت کا شرف پا رہی ہیں اور ان کے پیچھے یقیناً وہ دعائیں بھی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مسیح و مہدی کے لئے کی ہیں۔

آج میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبولیت دعا کے چند واقعات پیش کروں گا جن سے اللہ تعالیٰ کا آپ سے جو سلوک ہے کہ کس طرح آپ نے مختلف مواقع پر اپنے ماننے والوں کی تکلیفوں کے لئے دعائیں کیں۔ آپ ان کے ایمان میں اضافے کے لئے دعائیں کرتے تھے یا جماعت کی ترقی کے لئے آپ دعائیں کرتے تھے یا علمی معجزات دکھانے کے لئے دعائیں کرتے تھے تو جن کے سامنے یہ دعائیں کی گئیں، اللہ تعالیٰ ان ایمان لانے والوں کو ان دعاؤں کی قبولیت کے نشان دکھا کر ان کے ایمان میں اضافے کا باعث بناتا ہے، بلکہ آج تک یہ واقعات پڑھ کر اور جن خاندانوں کے ساتھ یہ واقعات ہوئے ان کی نسلوں میں روایتاً چلتے رہنے سے ان سب کے ایمان میں اضافے کا باعث بنتا چلا جا رہا ہے۔ آپ کے قبولیت دعا کے نشانات تو ہزاروں کی تعداد میں ہیں لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ چند ایک کا میں ذکر کروں گا۔

پہلے میں ایک چھوٹا سا واقعہ بیان کرتا ہوں جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کتنی باریکی سے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی کوشش کرتے تھے اور کسی بشری تقاضے کے تحت غیر ارادی طور پر کہیں جو کوئی کمی رہ جاتی تھی تو احساس ہوتے ہی فوراً مداوا کرنے کی کوشش کرتے تھے اور اس کو پورا کرنے کے لئے دعا بھی کرتے تھے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر شہر سے واپس آئے تو مکان میں جب داخل ہو رہے تھے تو کسی سوالی نے (سائل نے) دور سے سوال کیا۔ اس وقت بہت سارے لوگ وہاں تھے۔ ان ملنے والوں کی آوازوں میں اس سوالی کی آواز دب گئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اندر چلے گئے، تھوڑی دیر کے بعد جب لوگوں کی آوازوں سے دور ہو جانے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کانوں میں اس سائل کی دکھ بھری آواز گونجی تو آپ نے باہر آ کر پوچھا کہ ایک سائل نے سوال کیا تھا وہ کہاں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت وہ تو اس وقت یہاں سے چلا گیا ہے۔ اس کے بعد آپ اندرون خانہ تشریف لے گئے مگر دل بے چین تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد دروازے پر اسی سائل کی (سوالی کی) پھر آواز آئی اور آپ لپک کر باہر آئے اور اس کے ہاتھ میں کچھ رقم رکھ دی اور ساتھ ہی فرمایا کہ میری طبیعت اس سائل کی وجہ سے بے چین تھی اور میں نے دعا بھی کی تھی کہ خدا اسے واپس لائے۔

(ماخوذ از سیرت طیبہ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 73,72)

اب بظاہر یہ چھوٹی سی بات ہے۔ سائل آیا، سوال کیا لیکن لوگوں کے رش کی وجہ سے آپ صحیح طور پر سمجھ نہیں سکے۔ لیکن جب احساس ہوا کہ یہ تو ایک سائل تھا، فوراً طبیعت بے چین ہو گئی، باہر آ کر آپ دریافت فرماتے ہیں۔ اور اس کے چلے جانے پر یہ نہیں کہا کہ چلا گیا تو کوئی بات نہیں بلکہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! تو اسے واپس بھیج دے تا کہ میں اس کی ضرورت پوری کر سکوں اور پھر اللہ تعالیٰ بھی اس بے چین دل کی دعا فوراً قبول فرما لیتا ہے۔

مسیح موعودؑ کے ہاتھوں جہاں دنیا نے روحانی بیماریوں سے دنیا نے نجات حاصل کرنی تھی اور کی۔ جو چور اور ڈاکو تھے وہ بھی مسیح موعودؑ کے ہاتھوں ولی بنے، وہاں اس مسیح موعودؑ کی دعاؤں سے جسمانی بیماروں نے بھی شفا پائی جس کے بے شمار واقعات ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ہی فرماتے ہیں کہ کابل سے آئی ہوئی ایک غریب مہاجر احمدی عورت تھی جس نے غیر معمولی حالات میں حضرت مسیح موعودؑ کے دم عیسوی سے شفا پائی۔ ان کا نام امۃ اللہ بی بی تھا۔ خوست کی رہنے والی تھیں جو کابل میں ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ جب وہ شروع شروع میں اپنے

والد اور چچا سید صاحب نور اور سید احمد نور کے ساتھ قادیان آئیں تو اس وقت ان کی عمر بہت چھوٹی تھی اور ان کے والدین اور چچا چچی حضرت سید عبداللطیف شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد قادیان چلے آئے تھے۔ امۃ اللہ صاحبہ کہتی ہیں کہ بچپن میں ان کو آشوب چشم کی سخت بیماری تھی اور آنکھوں کی تکلیف اس قدر بڑھ جاتی تھی کہ انتہائی درد اور سرخی کی شدت کی وجہ سے وہ آنکھ کھولنے کی طاقت نہیں رکھتی تھیں۔ ان کے والدین نے بہت علاج کروایا مگر کوئی فرق نہیں پڑا اور تکلیف بڑھتی گئی۔ ایک دن جب ان کی والدہ پکڑ کر ان کی آنکھوں میں دوائی ڈالنے لگیں تو وہ یہ کہتے ہوئے بھاگ گئیں کہ میں تو حضرت صاحب سے دم کراؤں گی۔ چنانچہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں گرتی پڑتی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر پہنچ گئی اور حضور کے سامنے جاکے روتے ہوئے عرض کی کہ میری آنکھوں میں سخت تکلیف ہے اور درد اور سرخی کی شدت کی وجہ سے میں بہت بے چین رہتی ہوں اور اپنی آنکھیں نہیں کھول سکتی، آپ میری آنکھوں پر دم کر دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا تو میری آنکھیں واقعی خطرناک طور پر ابلی ہوئی تھیں اور میں درد سے بے چین ہو کر کراہ رہی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی انگلی پر اپنا تھوڑا سا لعاب دہن لگایا اور ایک لمحے کے لئے رک کر (جس میں شاید دعا فرمائی ہو) بڑی شفقت اور محبت کے ساتھ اپنی انگلی میری آنکھوں پر آہستہ سے پھیری اور میرے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا بچی جاؤ اب خدا کے فضل سے تمہیں یہ تکلیف پھر کبھی نہیں ہوگی۔ وہ کہتی ہیں کہ اس کے بعد آج تک جبکہ میں 70 سال کی بوڑھی ہو چکی ہوں کبھی ایک دفعہ بھی میری آنکھیں دکھنے نہیں آئیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دم کی برکت سے میں اس تکلیف سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گئی ہوں۔ کہتی ہیں جس وقت دم کیا تھا اس وقت میری عمر صرف دس سال تھی اور آج ساٹھ سال ہو گئے ہیں اور آنکھوں میں کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔

(ماخوذ از سیرت طیبہ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 284,283)

حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کے بچپن کے ایک واقعہ کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت میر صاحب ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے اور حالت بہت تشویشناک ہو گئی اور ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے متعلق دعا کی تو عین دعا کرتے ہوئے خدا کی طرف سے الہام ہوا کہ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ یعنی تیری دعا قبول ہوئی اور خدائے رحیم و کریم اس بچے کے متعلق تجھے سلامتی کی بشارت دیتا ہے۔ چنانچہ اس کے جلد بعد حضرت میر صاحب توقع کے خلاف بالکل صحت یاب ہو گئے اور خدا نے اپنے مسیح کے دم سے انہیں شفا عطا فرمائی۔

(ماخوذ از سیرت طیبہ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 287,286)

پھر حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ جن کے حوالوں کا ذکر آ رہا ہے، ان کو بھی بچپن میں آنکھوں کی تکلیف تھی۔ جب ہر قسم کے علاج ناکام ہو گئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے لئے دعا کی اور دعا نے پھر شفا کا معجزہ دکھایا۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں کہ:۔

''ایک دفعہ بشیر احمد میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے بیمار ہو گیا اور مدت تک علاج ہوتا رہا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تب اس کی اضطراری حالت دیکھ کر میں نے جناب الٰہی میں دعا کی تو یہ الہام ہوا کہ بَرَّقَ طِفْلِیْ بَشِیْر یعنی میرے لڑکے بشیر نے آنکھیں کھول دی ہیں۔ تب اسی دن اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اس کی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 89 حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقۃ الوحی میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

''سردار نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کا لڑکا عبدالرحیم خاں ایک شدید محرقہ تپ کی بیماری سے بیمار ہو گیا تھا اور کوئی صورت جانبری کی دکھائی نہیں دیتی تھی، گویا مردہ کے حکم میں تھا۔ اس وقت میں نے اس کے لئے دعا کی تو معلوم ہوا کہ تقدیر مبرم کی طرح ہے۔ تب میں نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ یا الٰہی! میں اس کے لئے شفاعت کرتا ہوں۔ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یعنی کس کی مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی کے کسی کی شفاعت کر سکے۔ تب میں خاموش ہو گیا۔ بعد اس کے بغیر توقف کے یہ الہام ہوا اِنَّکَ اَنْتَ الْمُجَاز یعنی تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی۔ تب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے دعا کرنی شروع کی تو خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور لڑکا گویا قبر میں سے نکل کر باہر آیا اور آثار صحت ظاہر ہوئے اور اس قدر لاغر ہو گیا تھا کہ مدت دراز کے بعد وہ اپنے اصلی بدن پر آیا اور تندرست ہو گیا اور زندہ موجود ہے۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 230,229)

انہوں نے بعد میں لمبی عمر پائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

''5/ اگست 1906ء کو ایک دفعہ نصف حصہ اسفل بدن کا میرا بے حس ہو گیا اور ایک قدم چلنے کی طاقت نہ رہی۔'' یعنی جو نچلا دھڑ تھا وہ بے حس ہو گیا اور ٹانگیں بالکل سہار نہیں سکتی تھیں اور فرماتے ہیں کہ ''اور چونکہ میں نے یونانی طبابت کی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھی تھیں اس لئے مجھے خیال گزرا کہ یہ فالج کی علامات ہیں۔ ساتھ ہی سخت درد تھی۔ دل میں گھبراہٹ تھی کہ کروٹ بدلنا مشکل تھا۔ رات کو جب میں بہت تکلیف میں تھا تو مجھے شماتت اعداء کا خیال آیا مگر محض دین کے لئے نہ کسی اور امر کے لئے۔ تب میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ موت تو ایک امر ضروری ہے مگر تو جانتا ہے کہ ایسی موت اور بے وقت موت میں شماتت اعداء ہے۔ تب مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ الہام ہوا اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْزِی الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی خدا ہر چیز پر قادر ہے اور خدا مومنوں کو رسوا نہیں کیا کرتا۔ پس اسی خدائے کریم کی مجھے قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جو اس وقت بھی دیکھ رہا ہے کہ میں اس پر افتراء کرتا ہوں یا سچ بولتا ہوں کہ اس الہام کے ساتھ ہی شاید آدھ گھنٹہ تک مجھے نیند آ گئی اور پھر جب یکدفعہ آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ مرض کا نام و نشان نہیں رہا۔ تمام لوگ سوئے ہوئے تھے اور میں اٹھا اور امتحان کے لئے چلنا شروع کیا تو ثابت ہوا کہ میں بالکل تندرست ہوں۔ تب مجھے اپنے قادر خدا کی قدرت عظیم کو دیکھ کر رونا آیا کہ کیسا قادر ہمارا خدا ہے اور ہم کیسے خوش نصیب ہیں کہ اس کی کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور اس کے رسول کی پیروی کی۔ اور کیا بدنصیب وہ لوگ ہیں جو اس ذوالعجائب خدا پر ایمان نہیں لائے۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 246,245)

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ طاعون بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تائیدی نشانوں میں سے ایک نشان کے طور پر بھیجا تھا، جس سے ہندوستان میں لاکھوں آدمی موت کا لقمہ بنے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا تھا کہ آپ کے ماننے والے اور گھر میں رہنے والے اس بیماری سے محفوظ رہیں گے۔ یہ بہت بڑا نشان تھا لیکن انہیں دنوں میں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تیسرے صاحبزادے تھے، وہ تیز بخار کی وجہ سے بہت شدید بیمار ہو گئے، جس پر حضرت اقدس کو بڑی فکر ہوئی۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں کہ:۔

''طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا اور ایک سخت تپ محرقہ کے رنگ میں چڑھا جس سے لڑکا بالکل بے ہوش ہو گیا اور بے ہوشی میں دونوں ہاتھ مارتا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ اگرچہ انسان کو موت سے گریز نہیں مگر اگر لڑکا ان دنوں میں جو طاعون کا زور ہے فوت ہو گیا تو تمام دشمن اس تپ کو طاعون ٹھہرائیں گے اور خدا تعالیٰ کی اُس پاک وحی کی تکذیب کریں گے کہ جو اس نے فرمایا ہے اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ یعنی میں ہر ایک کو جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا۔ اس خیال سے میرے دل پر وہ صدمہ وارد ہوا کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ قریباً رات کے بارہ بجے کا وقت تھا کہ جب لڑکے کی حالت ابتر ہو گئی اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں یہ اَور ہی بلا ہے۔ تب میں کیا بیان کروں کہ میرے دل کی کیا حالت تھی کہ خدانخواستہ اگر لڑکا فوت ہو گیا تو ظالم طبع لوگوں کو حق پوشی کے لئے بہت کچھ سامان ہاتھ آ جائے گا۔ اسی حالت میں میں نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑا ہو گیا اور معاً کھڑا ہونے کے ساتھ ہی مجھے وہ حالت میسر آ گئی جو استجابت دعا کے لئے ایک کھلی کھلی نشانی ہے اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ابھی میں شاید تین رکعت پڑھ چکا تھا کہ میرے پر کشفی حالت طاری ہو گئی اور میں نے کشفی نظر سے دیکھا کہ لڑکا بالکل تندرست ہے۔ تب وہ کشفی حالت جاتی رہی اور میں نے دیکھا کہ لڑکا ہوش کے ساتھ چارپائی پر بیٹھا ہے اور پانی مانگتا ہے اور میں چار رکعت پوری کر چکا تھا۔ فی الفور اس کو پانی دیا اور بدن پر ہاتھ لگا کر دیکھا کہ تپ کا نام و نشان نہیں اور ہذیان اور بیتابی اور بیہوشی بالکل دور ہو چکی تھی اور لڑکے کی حالت بالکل تندرستی کی تھی۔ مجھے اس خدا کی قدرت کے نظارہ نے الٰہی طاقتوں اور دعا قبول ہونے پر ایک تازہ ایمان بخشا۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 88,87 حاشیہ)

طاعون کے نشان کے طور پر ملک میں پھیلنے اور اس بیماری کے آپ کی دعا سے پھیلنے کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:۔

''اکہتر واں نشان جو کتاب سرّ الخلافہ کے صفحہ ۶۲ پر میں نے لکھا ہے یہ ہے کہ مخالفوں پر طاعون پڑنے کے لئے میں نے دعا کی تھی یعنی ایسے مخالف جن کی قسمت میں ہدایت نہیں۔ سو اس دعا کے کئی سال بعد اس ملک میں طاعون کا غلبہ ہوا اور بعض سخت مخالف اس دنیا سے گزر گئے ....اور اس کے بعد یہ الہام ہوا۔ اے بسا خانہ دشمن کہ تو ویراں کردی۔'' یعنی تو نے کئی دشمنوں کے گھروں کو ویران کر دیا۔'' اور یہ الحکم اور البدر میں شائع کیا گیا اور پھر مذکورہ بالا دعائیں جو دشمنوں کی سخت ایذاء کے بعد کی گئیں جناب الٰہی میں قبول ہو کر پیشگوئیوں کے مطابق طاعون کا عذاب ان پر آگ کی طرح برسا اور کئی ہزار دشمن جو میری

تکذیب کرتا اور بدی سے نام لیتا تھا ہلاک ہوگیا۔لیکن اس جگہ ہم نمونہ کے طور پر چند سخت مخالفوں کا ذکر کرتے ہیں۔چنانچہ سب سے پہلے مولوی رسل بابا باشندۂ امرتسر ذکر کے لائق ہے جس نے میرے ردّ میں کتاب لکھی اور بہت سخت زبانی دکھائی اور چند روزہ زندگی سے پیار کرکے جھوٹ بولا۔آخر خدا کے وعدہ کے موافق طاعون سے ہلاک ہوا۔پھر بعد اس کے ایک شخص محمد بخش نام جوڈپٹی انسپکٹر بٹالہ تھا عداوت اور ایذا پر کمر بستہ ہوا اور وہ بھی طاعون سے ہلاک ہوا۔پھر بعد اس کے ایک شخص چراغ دین نام ساکن جموں اٹھا جو رسول ہونے کا دعویٰ کرتا تھا جس نے میرا نام دجال رکھا تھا اور کہتا تھا کہ حضرت نے مجھے خواب میں عصا دیا ہے تا میں عیسیٰ کے عصا سے اس دجال کو ہلاک کروں سو وہ بھی میری اس پیشگوئی کے مطابق جو خاص اس کے حق میں رسالہ دافع البلاء ومعیار اہل الاصطفاء میں اس کی زندگی میں ہی شائع کی گئی تھی ۴/اپریل ۱۹۰۶ء کو مع اپنے دونوں بیٹوں کے طاعون سے ہلاک ہوگیا۔کہاں گیا عیسیٰ کا عصا جس کے ساتھ مجھے قتل کرتا تھا؟ اور کہاں گیا اس کا الہام کہ اِنِّیْ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ؟ افسوس اکثر لوگ قبل تزکیہ نفس کے حدیث النفس کو ہی الہام قرار دیتے ہیں اس لئے آخر کار ذلت اور رسوائی سے ان کی موت ہوتی ہے اور ان کے سوا اَور بھی کئی لوگ ہیں جو ایذا اور اہانت میں حد سے بڑھ گئے تھے اور خدا تعالیٰ کے قہر سے نہیں ڈرتے تھے اور دن رات ہنسی اور ٹھٹھا اور گالیاں دینا ان کا کام تھا آخر کار طاعون کا شکار ہوگئے جیسا کہ منشی محبوب عالم صاحب احمدی لاہور سے لکھتے ہیں کہ ایک میرا چچا تھا جس کا نام نور احمد تھا وہ موضع بھڑی چٹھہ تحصیل حافظ آباد کا باشندہ تھا اس نے ایک دن مجھے کہا کہ مرزا صاحب اپنی مسیحیت کے دعوے پر کیوں کوئی نشان نہیں دکھلاتے۔میں نے کہا کہ ان کے نشانوں میں سے ایک نشان طاعون ہے جو پیشگوئی کے بعد آئی جو دنیا کو کھاتی جاتی ہے۔تو اس بات پر وہ بول اٹھا کہ طاعون ہمیں نہیں چھوئے گی بلکہ یہ طاعون مرزا صاحب کو ہی ہلاک کرنے کے لئے آئی ہے اور اس کا اثر ہم پر ہرگز نہیں ہوگا مرزا صاحب پر ہی ہوگا اسی قدر گفتگو پر بات ختم ہوگئی۔جب میں لاہور پہنچا تو ایک ہفتہ کے بعد مجھے خبر ملی کہ چچا نور احمد طاعون سے مرگئے اور اس گاؤں کے بہت سے لوگ اس گفتگو کے گواہ ہیں اور یہ ایسا واقعہ ہے کہ چھپ نہیں سکتا۔‘‘

پھر فرماتے ہیں کہ:۔

’’میاں معراج دین صاحب لاہور سے لکھتے ہیں کہ مولوی زین العابدین جو مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحانات پاس کردہ تھا اور مولوی غلام رسول قلعہ والے کے رشتہ داروں میں سے تھا اور دینی تعلیم سے فارغ التحصیل تھا اور انجمن حمایت اسلام لاہور کا ایک مقرب مدرس تھا۔اس نے حضور کے صدق کے بارہ میں مولوی محمد علی سیالکوٹی سے کشمیری بازار میں ایک دکان پر کھڑے ہوکر مباہلہ کیا۔پھر تھوڑے دنوں کے بعد بمرض طاعون مرگیا اور نہ صرف وہ بلکہ اس کی بیوی بھی طاعون سے مرگئی اور اس کا داماد بھی جو محکمہ اکاؤنٹنٹ جنرل میں ملازم تھا طاعون سے مرگیا۔اس طرح اس کے گھر کے سترہ آدمی مباہلہ کے بعد طاعون سے ہلاک ہوگئے۔‘‘

فرماتے ہیں کہ:۔

’’یہ عجیب بات ہے، کیا کوئی اس بھید کو سمجھ سکتا ہے کہ ان لوگوں کے خیال میں کاذب، مفتری اور دجال تو میں ٹھہرا مگر مباہلہ کے وقت میں یہی لوگ مرتے ہیں۔کیا نعوذ باللہ خدا سے بھی کوئی غلط فہمی ہوجاتی ہے؟ ایسے نیک لوگوں پر کیوں یہ قہرِ الٰہی نازل ہے جو موت بھی ہوتی ہے اور پھر ذلت اور رسوائی بھی۔اور میاں معراج دین لکھتے ہیں کہ ایسا ہی کریم بخش نام لاہور میں ایک ٹھیکہ دار تھا وہ سخت بے ادبی اور گستاخی حضور کے حق میں کرتا تھا اور اکثر کرتا ہی رہتا تھا۔میں نے کئی دفعہ اس کو سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا۔آخر جوانی کی عمر میں ہی شکارِ موت ہوا۔‘‘ (حقیقة الوحی، روحانی خزائن جلد 22صفحہ 235تا 238)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبولیت دعا پر اس قدر یقین تھا کہ اگر آپ بعض دفعہ خطوں میں صرف اتنا ہی کہہ کر بھیج دیتے تھے کہ ہم نے دعا کی تو اس سے ان کے دل یقین سے پُر ہوجاتے تھے کہ دعا یقیناً ہمارے حق میں قبول ہوگی۔

اس طرح کے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے نے کہ میرا دادا جسے لوگ عام طور پر خلیفہ کہتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سخت مخالف تھا اور آپ کے حق میں بہت بدزبانی کیا کرتا تھا اور والد صاحب کو بہت تنگ کیا کرتا تھا۔والد صاحب نے اس سے تنگ آکر حضرت مسیح موعود کو دعا کے لئے خط لکھا۔حضرت مسیح موعود کا جواب گیا کہ ہم نے دعا کی ہے۔والد صاحب نے یہ خط تمام محلے والوں کو دکھایا اور کہا کہ حضرت صاحب نے دعا کی ہے اب دیکھ لینا خلیفہ گالیاں نہیں دے گا۔دوسرے تیسرے دن جمعہ تھا ہمارا دادا حسب دستور غیر احمدیوں کے ساتھ جمعہ پڑھنے گیا مگر وہاں سے واپس آکر غیر معمولی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق خاموش رہا۔حالانکہ اس کی عادت تھی کہ جمعہ کی نماز پڑھ کر گھر آنے کے بعد خصوصاً بہت گالیاں دیا کرتا تھا۔لوگوں نے اس سے پوچھا کہ آج مرزا صاحب کے متعلق خاموش کیوں ہو؟ اس نے کہا کسی کے متعلق بدزبانی کرنے سے کیا حاصل ہے۔اور مولوی نے بھی آج جمعہ میں وعظ کیا ہے کہ کوئی شخص اپنی جگہ کیسا ہی برا ہو ہمیں بدزبانی نہیں کرنی چاہئے۔لوگوں نے کہا اچھا یہ بات ہے، ہمیشہ تو تم گالیاں دیتے تھے اور آج تمہارا یہ خیال ہوگیا ہے۔بلکہ اصل میں بات یہ ہے کہ کل ہی بابو (کہتے ہیں کہ میرے والد کو لوگ بابو کہا کرتے تھے) نے ایک خط دکھایا تھا کہ قادیان سے آیا ہے اور کہتا تھا کہ اب خلیفہ گالی نہیں دے گا (یعنی یہ آدمی جو گالیاں دیا کرتا تھا)۔مولوی رحیم بخش صاحب کہتے ہیں کہ اس کے بعد باوجود کئی دفعہ مخالفوں کے بھڑکانے کے میرے دادا نے کبھی حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق بدزبانی نہیں کی اور کبھی میرے والد صاحب کو احمدیت کی وجہ سے تنگ نہیں کیا۔

(ماخوذ از سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ 51روایت نمبر 78)

آپ کی دعا سے بارش کے دو واقعات کا بھی میں ذکر کردیتا ہوں۔شیخ محمد حسین صاحب پنشنر جج اسلامیہ پارک لاہور لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ جبکہ حضور لاہور میں میاں چراغ دین صاحب کے مکان پر فروکش تھے، جنوری کا مہینہ تھا، سن یاد نہیں۔رات دس بجے کے قریب کا وقت تھا۔اس سال بارش نہیں ہوئی تھی۔حاضرین میں سے کسی نے کہا حضور دعا کریں بارش ہو کیونکہ بارش کے نہ ہونے کی وجہ سے قحط کے آثار نظر آرہے ہیں۔حضور نے نہ دعا کی نہ کوئی جواب دیا اور باتیں ہوتی رہیں۔پھر اس نے یا کسی اور نے بارش کے لئے دعا کو کہا مگر پھر بھی حضور نے کوئی توجہ نہ کی۔کچھ دیر بعد پھر تیسری دفعہ کسی نے دعا کے لئے کہا۔اس پر حضور نے ہاتھ اٹھا کر دعا شروع کی۔اس وقت چاند کی چاندنی تھی اور آسمان بالکل صاف تھا مگر حضور کے ہاتھ اٹھتے ہی ایک چھوٹی سی بدلی نمودار ہوئی اور بارش کی بوندیں پڑنی شروع ہوگئیں۔اور ادھر حضور نے دعا ختم کی ادھر بارش تھم گئی۔صرف چند منٹ ہی بارش ہوئی اور آسمان صاف ہوگیا۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت لاہور صفحہ 290)

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کا بھی ایک واقعہ ہے جس میں قبولیت دعا بھی ہے اور یہ بھی کہ دعا کس حد تک کروانی چاہئے۔منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلویؓ لکھتے ہیں کہ میں اور منشی اروڑا صاحبؓ اکٹھے قادیان میں آئے ہوئے تھے اور سخت گرمی کا موسم تھا اور چند دن سے بارش رکی ہوئی تھی۔جب ہم قادیان سے واپس روانہ ہونے لگے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوئے تو منشی اروڑا صاحب مرحوم نے حضرت صاحب سے عرض کیا، حضرت گرمی بڑی سخت ہے۔دعا کریں کہ ایسی بارش ہو کہ بس اوپر بھی پانی ہو اور نیچے بھی پانی ہو۔حضرت صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا اچھا اوپر بھی پانی ہو اور نیچے بھی پانی ہو۔مگر ساتھ ہی میں نے (منشی ظفر صاحب کہتے ہیں کہ میں نے) ہنس کر عرض کیا کہ حضرت یہ دعا انہیں کے لئے کریں، میرے لئے نہ کریں۔اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر مسکرا دیئے اور ہمیں دعا کرکے رخصت کیا۔منشی صاحب فرماتے ہیں کہ اس وقت مطلع بالکل صاف تھا اور آسمان پر بادل کا نام ونشان تک نہ تھا۔مگر ابھی ہم بٹالہ کے راستہ میں یکّہ پر بیٹھ کر تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ سامنے سے ایک بادل اٹھا اور دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر چھا گیا اور پھر اس زور کی بارش ہوئی کہ راستہ کے کناروں پر مٹی اٹھانے کی وجہ سے جو خندقیں یا نالیاں سی بن گئی تھیں وہ پانی سے لبالب بھر گئیں۔اس کے بعد ہمارا یکّہ جو ایک طرف کی خندق کے پاس سے چل رہا تھا یک لخت الٹا اور اتفاق ایسا ہوا کہ منشی اروڑا صاحب خندق کی طرف کو گرے اور میں اونچے راستہ کی طرف گرا جس کی وجہ سے منشی صاحب کے اوپر اور نیچے سب پانی پانی ہوگیا۔کہتے ہیں کہ میں بچ رہا۔کیونکہ خدا کے فضل سے چوٹ کسی کو بھی نہیں آئی تھی اس لئے میں نے منشی اروڑا صاحب کو اوپر اٹھاتے ہوئے ہنس کر کہا۔لو اوپر اور نیچے پانی کی اور دعائیں کرالو۔اور پھر حضرت صاحب کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے ہم آگے روانہ ہوگئے۔

(ماخوذ از اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 97,96)

لگتا ہے کہ حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ بہت محتاط بھی تھے، دعاؤں پر یقین تو یقیناً دونوں کو ہی ہو گا۔لیکن ان کو پتہ تھا کہ اگر فوری پوری ہوگئی تو راستہ کا سفر ہے، کوئی واقعہ پیش ہی نہ آجائے۔

DEAN MANSON SOLICITORS

We specialise in Immigration & Nationality law; Commercial, Media & Entertainment, Conveyancing, Employment, Family & Ancillary Proceedings, Criminal & Civil Litigation

CONTACT

MUZAFFAR MANSOOR & EJAZ BAIG

243-245 MITCHIM ROAD TOOTING, LONDON SW17 9JQ

TEL: 020 8767 5000 — FAX: 020 8767 0456

EMAIL: info@dmansonsolicitors.com

اپنی ایک دعا کی قبولیت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''اس جگہ ایک تازہ قبولیت دعا کا نمونہ جو پہلے اس سے کسی کتاب میں نہیں لکھا گیا ناظرین کے فائدہ کے لئے لکھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ مع اپنے بھائیوں کے سخت مشکلات میں پھنس گئے تھے۔ منجملہ ان کے یہ کہ وہ ولی عہد کے ماتحت رعایا کی طرح قرار دیئے گئے تھے اور انہوں نے بہت کچھ کوشش کی مگر ناکام رہے اور صرف آخری کوشش یہ باقی رہی تھی کہ وہ نواب گورنر جنرل بہادر بالقابہ سے اپنی دادرسی چاہیں اور اس میں بھی کچھ امید نہ تھی کیونکہ ان کے برخلاف قطعی طور پر حکام ماتحت نے فیصلہ کر دیا تھا۔''

وہ بھی نواب خاندان کے تھے لیکن نوابی کیونکہ دوسروں کو مل گئی تھی اس لئے ان کو بالکل ہی رعایا بنا دیا گیا تھا اور انہیں حقوق نہیں دیئے گئے تھے۔ بہرحال جب یہ مقدمہ پیش ہوا تو جہاں پر فیصلہ ہونا تھا انہوں نے، سب افسران نے یہ فیصلہ دے دیا تھا کہ یہ ان کے حق میں نہیں ہو سکتا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

''اس طوفان غم و ہم میں جیسا کہ انسان کی فطرت میں داخل ہے انہوں نے صرف مجھ سے دعا کی ہی درخواست نہ کی بلکہ یہ بھی وعدہ کیا کہ اگر خدا تعالیٰ ان پر رحم کرے اور اس عذاب سے نجات دے تو وہ تین ہزار نقد روپیہ بعد کامیابی کے بلاتوقف لنگر خانہ کی مدد کے لئے ادا کریں گے۔ چنانچہ بہت سی دعاؤں کے بعد مجھے یہ الہام ہوا کہ اے سیف اپنا رخ اس طرف پھیر لے۔ تب میں نے نواب محمد علی خاں صاحب کو اس وحی الٰہی سے اطلاع دی۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور صاحب بہادر وائسرائے کی عدالت سے ان کے مطلب اور مقصود اور مراد کے موافق حکم نافذ ہو گیا۔ تب انہوں نے بلاتوقف تین ہزار روپیہ کے نوٹ جو نذر مقرر ہو چکی تھی مجھے دیدیئے اور یہ ایک بڑا نشان تھا جو ظہور میں آیا۔''

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 339,338)

آپ کی قبولیت دعا پر غیروں کو بھی یقین تھا۔ چنانچہ ایک ہندو کے آپ کو دعا کے لئے عرض کرنے کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:۔

''شرمپت کا ایک بھائی بشمبر داس نام ایک فوجداری مقدمہ میں شاید ڈیڑھ سال کے لئے قید ہو گیا تھا تب شرمپت نے اس اضطراب کی حالت میں مجھ سے دعا کی درخواست کی۔ چنانچہ میں نے اس کی نسبت دعا کی تو میں نے بعد اس کے خواب میں دیکھا کہ میں اس دفتر میں گیا ہوں جس جگہ قیدیوں کے ناموں کے رجسٹر تھے اور ان رجسٹروں میں ہر ایک قیدی کی میعادِ قید لکھی تھی۔ تب میں نے وہ رجسٹر کھولا جس میں بشمبر داس کی قید کی نسبت لکھا تھا کہ اتنی قید ہے اور میں نے اپنے ہاتھ سے اس کی نصف قید کاٹ دی اور جب اس کی قید کی نسبت چیف کورٹ میں اپیل کیا گیا تو مجھے دکھلایا گیا کہ انجام مقدمہ کا یہ ہو گا کہ مثل مقدمہ ضلع میں واپس آئے گی اور نصف قید بشمبر داس کی تخفیف کی جائے گی مگر بری نہیں ہو گا۔ اور میں نے وہ تمام حالات اس کے بھائی لالہ شرمپت کو قبل از ظہور انجام مقدمہ بتلا دیئے تھے اور انجام کار ایسا ہی ہوا جو میں نے کہا تھا۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 232)

یعنی اس کی آدھی سزا معاف ہو گئی، پوری سزا تو معاف نہیں ہوئی لیکن آدھی سزا معاف ہو گئی اسی خواب کے مطابق جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1880ء سے 1884ء تک براہین احمدیہ کی چار جلدیں تصنیف فرمائیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب عیسائیت کا عروج تھا اور ہر طرف اسلام پر تابڑ توڑ حملے ہو رہے تھے، خود مسلمان اسلام کے بارے میں مشکوک ہو کر اسلام چھوڑ رہے تھے۔ اس وقت کوئی بھی اسلام کو بچانے کے لئے کھڑا نہیں ہوا۔ آپ کھڑے ہوئے اور آپ نے ثابت فرمایا کہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے اور آنحضرت ﷺ خدا کے آخری نبی ہیں اور آپ نے چیلنج کیا کہ جو دلائل میں نے اس کتاب کی چار جلدوں میں دیئے ہیں ان کے تیسرے یا چوتھے یا پانچویں حصے کے برابر بھی اگر کوئی دلیل پیش کر دے تو دس ہزار روپے کا انعام دوں گا۔ لیکن کوئی مقابل پر نہیں آیا اور مسلمان علماء بشمول مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو بعد میں بہت سخت مخالف ہو گئے تھے اور جو اہل حدیث کے بڑے لیڈر تھے انہوں نے بھی اس کتاب کی خوب تعریف کی۔ بہرحال اس کتاب نے دشمنوں کے منہ بند کر دیئے اور عیسائیت کے حملوں کے سامنے بند باندھ دیا بلکہ صرف بند نہیں باندھ دیا ان کو مقابلے کے میدان سے ہی دوڑا دیا اور آج تک وہ دوڑے ہوئے ہیں۔ لیکن جب آپ نے براہین احمدیہ کی تصنیف فرمائی تو اس کی اشاعت کے لئے اس وقت آپ کے مالی حالات ایسے نہیں تھے، وسعت نہیں تھی، بڑے تنگ حالات تھے۔ اس بات پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے پریشان تھے کہ اس کی اشاعت کس طرح ہو گی، کس طرح اسلام کے دفاع کے لئے اپنی اس تصنیف کو دنیا کے سامنے پیش کروں گا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو سنا اور اس پریشانی کو دور فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کتاب کی اشاعت کو بھی ایک نشان قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

''جب میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ تصنیف کی جو میری پہلی تصنیف ہے تو مجھے یہ مشکل پیش آئی کہ اس کی چھپوائی کے لئے کچھ روپیہ نہ تھا اور میں ایک گمنام آدمی تھا۔ مجھے کسی سے تعارف نہ تھا۔ تب میں نے خدا تعالیٰ کی جناب میں دعا کی تو یہ الہام ہوا هُزِّ اِلَيْكَ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكَ رُطَبًا جَنِيًّا ....(ترجمہ) کھجور کے تنہ کو ہلا تیرے پر تازہ بتازہ کھجوریں گریں گی۔ چنانچہ میں نے اس حکم پر عمل کرنے کے لئے سب سے اوّل خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ کی طرف خط لکھا۔ پس خدا نے جیسا کہ اس نے وعدہ کیا تھا ان کو میری طرف مائل کر دیا اور انہوں نے بلاتوقف اڑھائی سو روپیہ بھیج دیا اور پھر دوسری دفعہ اڑھائی سو روپیہ دیا۔''

اس زمانے میں روپے کی بڑی قیمت تھی تو اس سے کافی کام ہوا ہو گا۔ فرماتے ہیں کہ:۔

''پھر دوسری دفعہ اڑھائی سو روپیہ دیا اور چند اور آدمیوں نے روپیہ کی مدد کی اور اس طرح پر وہ کتاب باوجود نومیدی کے چھپ گئی اور وہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ یہ واقعات ایسے ہیں کہ صرف ایک دو آدمی ان کے گواہ نہیں بلکہ ایک جماعت کثیر گواہ ہے جس میں ہندو بھی ہیں۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 350)

اس کتاب کے ضمن میں بتا دوں کہ گو بہت سے لوگوں نے آپ کی اعانت کی، مدد فرمائی۔ لیکن بعض علماء نے انگریزی گورنمنٹ کے ڈر سے لینے سے انکار کر دیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حیات طیبہ میں شیخ عبدالقادر صاحب نے لکھی ہے کہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے پہلے آپ کو لکھا کہ ٹھیک ہے مجھے جلدیں بھیج دیں، پھر انکار کیا۔ نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم اہل حدیث کے ایک مشہور عالم تھے اور والیٔہ بھوپال نواب شاہجہان بیگم سے ان کی شادی ہوئی تھی۔ شادی کر لینے کی وجہ سے شاید ان کی شہرت میں خاصا اضافہ ہو گیا تھا۔ آپ نے دینی کتابوں کی اشاعت کے لئے بھی خاص جدوجہد کی تھی۔ اس لئے حضرت اقدس نے نواب صدیق حسن خان صاحب کو ایک درددل رکھنے والا مسلمان سمجھ کر براہین احمدیہ کی اشاعت میں حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی تحریک پر تو انہوں نے 15، 20 جلدیں خریدنے پر آمادگی کا اظہار کیا مگر پھر دوبارہ یاددہانی پر گورنمنٹ انگریزی کے خوف کا بہانہ بنا کر صاف انکار کر دیا اور براہین احمدیہ کا پیکٹ جو انہیں پہنچ چکا تھا اسے چاک کر کے، پھاڑ کر واپس بھیج دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک مرید حافظ احمد علی صاحب کا بیان ہے کہ جب کتاب واپس آئی تو اس وقت حضرت اقدس اپنے مکان میں ٹہل رہے تھے، کتاب کی یہ حالت دیکھ کر کہ وہ پھٹی ہوئی ہے اور نہایت بری طرح اس کو خراب کیا گیا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ متغیر ہوا اور غصے سے سرخ ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ عمر بھر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے غصے کی حالت میں نہیں دیکھا۔ آپ کے چہرے کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ میں غیر معمولی ناراضگی کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے، آپ بدستور ادھر ادھر ٹہلتے رہے اور خاموش تھے کہ یکا یک آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے۔ اچھا تم اپنی گورنمنٹ کو خوش کر لو، نیز یہ دعا کی کہ ان کی عزت چاک کر دی جائے۔ اس کے بعد جب براہین احمدیہ کا چوتھا حصہ حضور نے تحریر فرمایا تو اس میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نواب صاحب کے اس خلاف اخلاق فعل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ:۔

''ہم بھی نواب صاحب کو امید گاہ نہیں بناتے بلکہ امید گاہ خداوند کریم ہی ہے اور وہی کافی ہے (خدا کرے گورنمنٹ انگریزی نواب صاحب پر بہت راضی رہے)۔''

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 320)

حضرت اقدس کی اس تحریر کے کچھ مہینوں بعد اس گورنمنٹ انگریزی نے جس کی خوشنودی کی خاطر نواب صاحب نے براہین احمدیہ کے خریدنے سے انکار کیا تھا، آپ پر ایک سیاسی مقدمہ بنا دیا اور نوابی کا خطاب بھی نواب صدیق حسن خان سے واپس لے لیا جس کی وجہ سے نواب صاحب کو بے انتہا پریشان

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہونا پڑا۔ ان مسائل سے نکلنے کے لئے انہوں نے بہت کوشش کی، بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن کوئی کوشش کارگر نہ ہوئی۔ اس کے متعلق حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

’’نواب صاحب صدیق حسن خان پر جو یہ ابتلا پیش آیا وہ بھی میری ایک پیشگوئی کا نتیجہ ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ انہوں نے میری کتاب براہین احمدیہ کو چاک کر کے واپس بھیج دیا تھا۔ میں نے دعا کی تھی کہ ان کی عزت چاک کر دی جائے سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔‘‘

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22صفحہ470حاشیہ)

نواب صاحب کو جب اپنے قصور کا احساس ہوا (کچھ عرصے کے بعد ان کو احساس ہو گیا تھا کہ میرے سے غلطی ہو گئی ہے) پھر انہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑے انکسار کے ساتھ بذریعہ خط دعا کی درخواست کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

’’تب میں نے اس کو قابل رحم سمجھ کر اس کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ سرکوبی سے اس کی عزت بچائی گئی............... آخر کچھ مدت کے بعد ان کی نسبت گورنمنٹ کا حکم آ گیا کہ صدیق حسن خان کی نسبت نواب کا خطاب قائم رہے۔‘‘

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22صفحہ470)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی قبولیت کے ایک علمی معجزے کے بارے میں حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے لکھا ہے کہ اپنے ابتدائی ایام تصانیف میں (جب شروع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کتابیں لکھ رہے تھے) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی کتاب عربی زبان میں نہیں لکھی تھی بلکہ تمام تصانیف اردو میں یا نظم کا حصہ فارسی میں لکھا۔ ایک دفعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کیا کہ حضور کچھ عربی میں بھی لکھیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی سادگی اور بے تکلفی سے فرمایا کہ میں عربی نہیں جانتا۔ مولوی عبدالکریم صاحب بے تکلف آدمی تھے، انہوں نے عرض کیا کہ میں کب کہتا ہوں کہ حضور عربی جانتے ہیں، میری غرض تو یہ ہے کہ کوہِ طُور پر جایئے اور وہاں سے کچھ لایئے۔ فرمایا ہاں دعا کروں گا۔ (ان کا مطلب یہ تھا کہ دعا کریں، اللہ میاں سے مانگیں) اس کے بعد آپ تشریف لے گئے اور جب دوبارہ باہر تشریف لائے تو ہنستے ہوئے فرمایا کہ مولوی صاحب میں نے دعا کر کے عربی لکھنی شروع کی تو یہ بہت ہی آسان معلوم ہوئی۔ چنانچہ پہلے میں نے نظم ہی لکھی اور کوئی سو شعر عربی میں لکھ کر لے آیا ہوں، آپ سنئے۔ یہ عربی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی تصنیف تھی اور کتاب آئینہ کمالات اسلام میں درج ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے کئی کتابیں عربی میں تصنیف کیں اور زمانے بھر کے علماء کو چیلنج کیا کہ کوئی آپ کے مقابلے میں ایسی فصیح و بلیغ، معنی و معارف اور حقائق سے پُر عبارت عربی زبان میں لکھ کر دکھائے مگر کسی کو طاقت نہیں ہوئی کہ اس مقابلے کے لئے کھڑا ہوتا۔ لکھتے ہیں کہ الغرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام کاروبار کا انحصار دعاؤں پر تھا۔ آپ کی زندگی کے اوقات کا اکثر حصہ دعاؤں میں گزرتا تھا۔ ہر کام سے قبل آپ دعائیں کیا کرتے تھے اور اپنے دوستوں کو بھی دعاؤں کی طرف متوجہ کرتے رہتے تھے۔ دعا کو آپ ایک عظیم الشان نعمت یقین کرتے تھے کسی اور ذریعے کو آپ ایسا عظیم التاثیر نہیں بتلاتے تھے جیسا کہ دعا ہے اور دعا کو اسباب طبیعہ میں سے ایک سبب بتلاتے تھے۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ527,526)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

’’یاد رہے کہ خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے کے لئے دعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے بلکہ استجابت دعا کی مانند اور کوئی بھی نشان نہیں۔ کیونکہ استجابت دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بندہ کو جناب الٰہی میں قدر اور عزت ہے۔ اگرچہ دعا کا قبول ہو جانا ہر جگہ لازمی امر نہیں۔ کبھی کبھی خدائے عزّ وجل اپنی مرضی بھی اختیار کرتا ہے۔ لیکن اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ مقبولین حضرتِ عزّت کے لئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ بہ نسبت دوسروں کے کثرت سے ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور کوئی استجابت دعا کے مرتبہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ہزارہا میری دعائیں قبول ہوئی ہیں۔ اگر میں سب کو لکھوں تو ایک بڑی کتاب ہو جائے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22صفحہ 334)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

’’دعا اور استجابت میں ایک رشتہ ہے کہ ابتداء سے اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا برابر چلا آتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کا ارادہ کسی بات کے کرنے کے لئے توجہ فرماتا ہے تو سنت اللہ یہ ہے کہ اس کا کوئی مخلص بندہ اضطرار اور کرب اور قلق کے ساتھ دعا کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے اور اپنی تمام ہمت اور تمام توجہ اس امر کے ہو جانے کے لئے مصروف کرتا ہے۔ تب اُس مرد فانی کی دعائیں فیوض الٰہی کو آسمان سے کھینچتی ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے نئے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن سے کام بن جائے............... یہی دعا ہے جس سے خدا پہچانا جاتا ہے اور اس ذوالجلال کی ہستی کا پتہ لگتا ہے جو ہزاروں پردوں میں مخفی ہے۔ دعا کرنے والوں کے لئے آسمان زمین سے نزدیک آ جاتا ہے اور دعا قبول ہو کر مشکل کشائی کے لئے نئے اسباب پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور ان کا علم پیش از وقت دیا جاتا ہے اور کم سے کم یہ کہ میخ آہنی کی طرح قبولیت دعا کا یقین غیب سے دل میں بیٹھ جاتا ہے‘‘۔ جس طرح کہ کیل گڑ جاتی ہے اس طرح لگتا ہے کہ دل میں کوئی چیز کھب گئی ہے۔ کیونکہ دعا قبول ہو گئی ہے، دل یہ گواہی دیتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ: ’’سچ یہی ہے کہ اگر یہ دعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خداشناسی کے بارے میں حق الیقین تک نہ پہنچ سکتا۔ دعا سے الہام ملتا ہے۔ دعا سے ہم خدا تعالیٰ کے ساتھ کلام کرتے ہیں۔ جب انسان اخلاص اور توحید اور محبت اور صدق اور صفا کے قدم سے دعا کرتا کرتا فنا کی حالت تک پہنچ جاتا ہے تب وہ زندہ خدا اس پر ظاہر ہوتا ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے۔ دعا کی ضرورت نہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم اپنے دنیوی مطالب کو پاویں بلکہ کوئی انسان بغیر ان قدرتی نشانوں کے ظاہر ہونے کے جو دعا کے بعد ظاہر ہوتے ہیں اس سچے ذوالجلال خدا کو پا ہی نہیں سکتا جس سے بہت سے دل دُور پڑے ہوئے ہیں۔ نادان خیال کرتا ہے کہ دعا ایک لغو اور بیہودہ امر ہے مگر اسے معلوم نہیں کہ صرف ایک دعا ہی ہے جس سے خداوند ذوالجلال ڈھونڈنے والوں پر تجلی کرتا اور اَنَا الْقَادِر کا الہام ان کے دلوں پر ڈالتا ہے۔ ہر ایک یقین کا بھوکا اور پیاسا یاد رکھے کہ اس زندگی میں روحانی روشنی کے طالب کے لئے صرف دعا ہی ایک ذریعہ ہے جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین بخشتا اور تمام شکوک و شبہات دور کر دیتا ہے کیونکہ جو مقاصد بغیر دعا کے کسی کو حاصل ہوں وہ نہیں جانتا کہ کیونکر اور کہاں سے اس کو حاصل ہوئے۔‘‘

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14صفحہ 240,239)

اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں پر مزید یقین عطا فرمائے اور اپنے فضل سے اس کو ہمیشہ بڑھاتا چلا جائے تاکہ خدا تعالیٰ پر ایمان اور یقین اور اس کے قادر و توانا ہونے کا فہم و ادراک ہمیں اس کے قریب تر کرتا چلا جائے اور ہم اس کے مقربوں میں شمار ہونے لگ جائیں۔

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے لئے
دعاؤں اور عبادات کا روحانی پروگرام

1۔ ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے۔ جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

2۔ دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

3۔ سورۃ فاتحہ روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں۔

4۔ ﴿رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ﴾ (البقرۃ 251)

(ترجمہ): اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

(روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

5۔ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔﴾

(آل عمران :9)

(ترجمہ): اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

6۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

(ترجمہ): اے اللہ! ہم تجھے سپر بنا کر دشمن کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ہم ان کے تمام شر اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

7۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

(ترجمہ): مَیں بخشش طلب کرتا ہوں اللہ سے جو میرا ربّ ہے ہر گناہ سے اور مَیں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔

(روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

8۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

(ترجمہ): اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، اور بہت عظمت والا ہے اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

9۔ درود شریف روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں۔

دعاؤں کی عادت ڈالیں اور یہی روح اپنی اولاد میں بھی پیدا کریں۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

بقیہ:احمدیت کا پیدا کردہ انقلاب
از صفحہ نمبر 4

ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کو وَسِّعْ مَکَانَکَ کا الہام ہوا تو حضور نے مجھے فرمایا کہ مکانات بنوانے کے لئے تو ہمارے پاس روپیہ نہیں اس حکم الٰہی کی اس طرح تعمیل کر دیتے ہیں کہ دو تین چھپر بنوا لیتے ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے مجھے اس کام کے واسطے امرتسر حکیم محمد شریف کے پاس بھیجا جو حضور کے پرانے دوست تھے اور جن کے پاس حضور امرتسر میں ٹھہرا کرتے تھے تاکہ میں ان کی معرفت چھپر باندھنے والے اور چھپر کا سامان لے آؤں۔ چنانچہ میں جا کر حکیم صاحب کی معرفت امرتسر سے آدمی اور چھپر کا سامان لے آیا۔ حضرت صاحب علیہ السلام نے اپنے مکان میں تین چھپر تیار کروائے۔ یہ چھپر کئی سال تک رہے اور پھر ٹوٹ پھوٹ گئے۔

اب دیکھو خدا تعالیٰ نے ان چھپروں میں کس قدر برکت ڈالی کہ آج یہ چھپر عظیم الشان عمارتوں اور عظیم الشان مساجد، عظیم الشان مارکیوں اور عظیم الشان بستیوں، وسیع و عریض حدیقۃ المہدی میں تبدیل ہو گئے۔

زندگیوں میں پاک تبدیلی۔

عظیم روحانی انقلاب

جماعت احمدیہ کے ذریعے ایک عظیم روحانی انقلاب پیدا ہوا۔ دلوں کی تبدیلی خدا کے اختیار میں ہے اور خدا کی دی ہوئی توفیق سے ہی اللہ والے دلوں کو بدلتے ہیں۔ اس صدی میں مسیح پاک کے ہاتھ سے جو دل صاف ہوئے یا یوں کہنا چاہئے جن دلوں کو خدا تعالیٰ نے مسیح پاک علیہ السلام کے انصار و اعوان کے طور پر چنا وہ شمع احمدیت کے پروانے تھے وہ خدا کے فضلوں کو جذب کرنے والے تھے وہ دنیا کو تین طلاقیں دے چکے تھے انہوں نے اپنے آپ کو بے جان لاشے کی طرح مسیح پاک علیہ السلام کے قدموں میں لا ڈالا تھا۔ ان میں سے ہر ایک مسیحِ پاک علیہ السلام کی صداقت کا نشان تھا۔ ان کے وجودوں سے مسیحِ پاک علیہ السلام کی مسیحائی کی جھلک دکھائی دیتی تھی۔ اُن کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

”میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں جو سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اس قدر روتے ہیں کہ اُن کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔ مَیں اپنے ہزارہا بیعت کنندگان میں اس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبی کے پیروان سے جو اُن کی زندگی میں ان پر ایمان لائے تھے ہزار درجہ اِن کو بہتر خیال کرتا ہوں اور اُن کے چہرہ پر صحابہ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں۔...... مَیں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزارہا آدمی دل سے فدا ہیں۔ اگر آج اُن کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دستبردار ہو جاؤ تو وہ دستبردار ہونے کے لئے مستعد ہیں“۔

حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے علم و فضل کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ سر سید احمد خان نے اُن کے بارہ میں کہا جب کوئی عالم ترقی کرتا ہے تو فلسفی بن جاتا ہے اور جب فلسفی ترقی کرتا ہے تو وہ صوفی بن جاتا ہے اور جب صوفی ترقی کرتا ہے تو نورالدین بن جاتا ہے۔

(حیات نور صفحہ ۲۲)

جب یہ نور الدین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں آ گرا تو پکار اُٹھا۔ ”میں نے یہاں وہ دولت پائی جو غیر فانی ہے جس کو چور اور قزاق نہیں لے جا سکتا۔ مجھے وہ ملا ہے جو تیرہ سو برس کے اندر آرزو کرنے والوں کو نہیں ملا۔ ایسی بے بہا دولت کو چھوڑ کر چند روزہ دنیا کے لئے مارا مارا پھروں۔“

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی ؓ صاحبِ رؤیا و کشوف بزرگ تھے۔ بیان کرتے ہیں نواب خان صاحب تحصیل دار مرحوم نے مجھ سے ذکر کیا کہ مَیں نے حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب سے ایک دفعہ عرض کیا کہ مولانا آپ تو پہلے ہی باکمال بزرگ تھے آپ کو حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے کیا فائدہ حاصل ہوا۔ اس پر حضرت مولانا نے فرمایا نواب خان صاحب مجھے حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے فوائد تو بہت حاصل ہوئے۔ لیکن ایک فائدہ یہ ہوا کہ پہلے مجھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بذریعہ خواب ہوا کرتی تھی۔ اب بیداری میں بھی ہوتی ہے۔

مسیح پاک علیہ السلام انسانوں کو اُس ازلی خدا کے در پر جھکنا سکھانے کے لئے آئے تھے۔ دُنیا کو خدا کا چہرہ دکھانے کے لئے آئے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے کسی نے پوچھا مولوی صاحب آپ بڑے خوش بیان واعظ اور اجل عالم تھے آپ نے مرزا صاحب سے کیا سیکھا۔ فرمایا پہلے لوگوں کو رلاتا تھا لیکن خود رونا نہیں آتا تھا۔ مرزا صاحب سے خود رونا سیکھا۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ایک خادم نے کیا خوب کہا ہے۔

سلیقہ نہیں تجھ کو رونے کا ورنہ
بڑے کام کا ہے یہ آنکھوں کا پانی

مسیح پاک علیہ السلام کے خوش بیان اور عالم صحابی حضرت مولوی حسن علی صاحب ؓ فرماتے ہیں: پوچھو کہ مرزا صاحب سے مل کر کیا نفع ہوا۔ اجی بے نفع ہوئے کیا مَیں دیوانہ ہو گیا تھا کہ ناحق بدنامی کا ٹوکرا سر پر اٹھا لیتا۔ مالی حالت کو سخت پریشانی میں ڈال دیتا۔ کیا کہوں کیا ہوا۔ مردہ تھا زندہ ہو چلا تھا۔ الحمدللہ حضرت صاحب کی باطنی توجہ کا یہ اثر ہوا۔ قرآن کریم کی جو عظمت اب میرے دل میں ہے۔ حضرت پیغمبر ﷺ کی عظمت جو میرے دل میں اب ہے، پہلے نہ تھی۔

تاریخ احمدیت میں ایسی اَن گنت مثالیں ہیں۔ احمدیت میں نئے داخل ہونے والوں کی زندگیوں میں ایک عظیم روحانی انقلاب پیدا ہوا۔ اِن کو اسلامی تعلیمات کا شیدا بنا دیا۔ وہ اسلام کی چلتی پھرتی تصویریں بن گئیں۔ احمدیت نے جو حسین معاشرہ تشکیل دیا۔ اُس کا اعتراف غیروں نے بھی برملا کیا۔ عالم اسلام کے مشہور مفکر اور شاعر علامہ اقبال کہتے ہیں۔

”پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانیت کہتے ہیں۔“

اور مشہور صحافی اور مصنف علامہ نیاز فتح پوری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لکھا۔

”ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھا دی جس کی زندگی کو ہم یقیناً اسوۂ نبی کا پرتو کہہ سکتے ہیں۔“

جماعت احمدیہ ساری دنیا میں ایک عظیم الشان روحانی انقلاب کی علمبردار تحریک ہے۔ اللہ کے دین کی خاطر قربانیوں کا جو نمونہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے قائم کیا تھا اس نمونہ کو آج خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ نے دوبارہ زندہ کیا ہے۔

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید ؓ ملک افغانستان کے علاقہ خوست کے نہایت ذی عزت عالم تھے۔ 1902ء میں قادیان آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ قادیان سے واپس کابل گئے تو گرفتار کر لئے گئے۔ ایک من چوبیس سیر وزنی زنجیر جو گردن سے کمر تک گھیر لیتی ہے جس میں ہتھکڑی بھی میں شامل تھی پہنا دی گئی۔ پاؤں میں آٹھ سیر وزنی بیڑیاں ڈال دیں۔ آپ کو کہا گیا کہ اگر آپ مصلحتاً ہی سلسلہ احمدیہ کے ممبر ہونے کا انکار کر دیں تو آپ کی جان بخش دی جائے گی۔ فرمایا: جس امر کو از روئے قرآن و حدیث درست تسلیم کر چکا ہوں اُس کو کس طرح غلط اور جھوٹ کہہ دوں۔ مرنا اچھا ہے مگر انکار درست نہیں۔ یہ وہ حیرت انگیز انقلاب ہے جو دنیا میں احمدیت نے پیدا کیا ہے۔ الغرض مقتل میں گڑھا کھود کر اڑھائی فٹ تک حضرت صاحبزادہ کو گاڑ دیا گیا۔ لوگوں نے آپ کے گرد حلقہ بنایا تو شہید مرحوم نے بلند آواز سے کہا: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ۔ پہلا پتھر پیشانی پر لگا خون کا فوارہ چھوٹا سر مبارک قبلہ رخ جھکا دیا۔ قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی۔

﴿اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ﴾ (یوسف:102)۔ اے مولا اے پروردگار تو میرا کارساز ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ مجھے مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دیجیو اور اگلے جہان میں میرا الحاق اپنے صالحین بندوں میں کرنا۔

”اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تُو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا۔ جو لوگ میری جماعت میں میری موت کے بعد رہیں گے مَیں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے۔ فرمایا: شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے اور درحقیقت میری جماعت ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی۔

آج روئے زمین پر یہ امتیاز صرف جماعت احمدیہ کو حاصل ہے کہ محض مذہب کی وجہ سے زندگی کا جام اُن سے چھینا جاتا ہے اور یہ امتیاز صرف جماعت احمدیہ کو حاصل ہے کہ ہر بڑے سے بڑے ابتلاء میں جماعت کے افراد نے پہاڑ کی سی استقامت کا مظاہرہ کیا۔ مظلوم بن کر زندہ رہے اور کبھی ظلم کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا۔ ان کے گھر بار لوٹے گئے۔ ان کی اولاد ان کی آنکھوں کے سامنے ذبح کی گئی۔ مسجد میں عبادت کرتے ہوئے معصوم احمدیوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کی گئیں۔ ان کے گھر جلائے گئے۔ ان کو ملازمتوں سے محروم کیا گیا اور معاشرہ کی بے لوث خدمت کرنے والے ڈاکٹر اور مسیحا راہ خدا میں شہید کئے گئے۔ طلباء کو ہوسٹلوں سے نکالا گیا اور ان کی کتب کو آگ لگا دی گئی اور ان کو روحانی اذیتیں دی گئیں۔ ان کی مساجد سے خدا اور رسول کے نام کو مٹایا گیا۔ اور ان کی مساجد سیل کر دی گئی اور ان کا عبادت کرنا بھی جرم قرار دے دیا گیا۔ ان کے سینوں سے خدا اور اس کے رسول کے نام چھینے گئے اور ان کو مارا اور پیٹا گیا اور قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا کیا گیا۔

گوجرانوالہ کی اس احمدی ماں کو تاریخ کب فراموش کر سکے گی جس نے اپنے معصوم بچوں کو نہلا دھلا کر صاف کپڑے پہنا دیئے تا کہ اگر شہادت کا وقت آئے تو کوئی دیکھنے والی آنکھ اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ جام شہادت کو بشاشت قلب کے ساتھ خود کھینچ کر اپنے سینہ کے ساتھ نہیں لگایا۔

قادسیہ کی جنگ میں بیوہ حضرت خنساء رضی اللہ عنہ نے اپنے جوان بیٹوں کو روانہ کرتے وقت فرمایا تھا۔ یہ سامنے قلعہ پر اغیار کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ جاؤ یا یہ جھنڈا وہاں نہ رہے یا اس راہ میں اپنی جانیں نچھاور کر دینا۔ وہ قلعہ فتح ہوا خنساء کو خبر ملی تو ساتھ ہی خبر ملی تمہارے بیٹے بھی اس راہ میں قربان ہو گئے ہیں۔ تب خنساء نے کہا الحمد للہ امانت بہتر ہاتھوں میں پہنچ گئی۔

قرونِ اولیٰ میں ماؤں نے اپنے بچے خدا کی راہ میں پیش کئے تھے۔ اور آج یہ سعادت مسیح محمدی علیہ السلام کی ان ماؤں کو نصیب ہوئی ہے۔ ﴿ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾۔

حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین نے تھے۔ آپ نے فرمایا جانور پر بھی رحم کرو۔ مجلس میں ایک قصاب بیٹھے تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں تو جانور ذبح کرتا ہوں میں کس طرح ان پر رحم کروں۔ فرمایا تم ذرا چھری تیز کر لیا کرو۔ جانور کو تکلیف نہ ہو۔

لیکن چک سکندر ضلع گجرات میں انہوں نے احمدیوں کے مویشیوں کو گولیاں ماریں اور مرغیوں کو ڈربوں سے نکال نکال کر آگ میں ڈالا۔ اور ایک غیر از جماعت بڑھیا نے یہ بیان دیا کہ ہمیں یہ علم نہیں کہ احمدیوں نے کبھی قرآن کی بے حرمتی کی ہو لیکن ہم نے ان مسلمان کہلانے والوں کو احمدیوں کی الماریوں میں سے قرآن نکال کر آگ میں پھینکتے ہوئے خود دیکھا۔ احمدیوں نے نہایت صبر و استقامت کے ساتھ اپنے زخم خدا کے حضور پیش کئے اور کہا ؎

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے میرے پیارے آج
شورِ محشر تیرے کوچہ میں مچایا ہم نے

پھر بزبان شعر یوں گویا ہوئے ؎

خدا خود جبر و استبداد کو برباد کر دے گا
وہ ہر سو احمدی ہی احمدی آباد کرے گا
صداقت میرے آقا کی زمانے پر عیاں ہو گی
جہاں میں احمدیت کامیاب و کامران ہو گی

اور خود جن کی جائیدادیں لوٹی گئیں اور جلائی گئیں خدا نے ان کے گھر فضلوں سے بھر دیئے اور وہ اپنی اس قسمت پر نازاں ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان سے یہ خدمت لی اور قربانی کا موقع دیا۔

واقفین زندگی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احیاء اسلام کے پیش نظر افراد جماعت کو یہ نصیحت فرمائی کہ وہ اسلام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں اور جہاد اکبر میں شامل ہونے کے لئے میدان کارزار میں دشمن کے خلاف صف آراء ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی مخلصین کی ایک کثیر تعداد نے اپنی زندگیاں اسلام کے لئے وقف کر دی تھیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے انہیں آنے والی عظیم الشان جدوجہد کے لئے تیار فرمایا اور ان پر یہ امر بھی واضح فرمایا کہ یہ سب کام ایک تیاری کے رنگ میں ہے۔ اصل جدوجہد کا زمانہ بعد میں آنے والا ہے۔

حضور نے جماعت کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

"مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھوں سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"۔

تبلیغ و اشاعت اسلام کی تیاری کا سلسلہ خلافت اولیٰ تک جاری رہا۔ اس عرصہ میں مسیح محمدی کی قائم کردہ جماعت محبت الٰہی سے سرشار ہو کر اسلام کے غلبہ کے لئے جذبہ خدمت میں ترقی کرتی چلی گئی۔ تا جب خدائی حکم کے ماتحت تخم کے پودا ہونے کا وقت آئے تو وہ میدان عمل میں اتر کر دنیا کے گوشے گوشے میں تبلیغ اسلام کے لئے اپنے گھروں سے اور وطنوں سے نکل کھڑے ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اے ابراہیم ثانی کے پرندو! اگر احیاء چاہتے ہو تو دنیا میں پھیل جاؤ کامیابی کا ذریعہ یہی ہے"۔

(تقریر جلسہ سالانہ 27/دسمبر 1927ء)

ایک اور موقع پر فرمایا:

"پس پھیل جاؤ دنیا میں، پھیل جاؤ مشرق میں، پھیل جاؤ مغرب میں، پھیل جاؤ شمال میں، پھیل جاؤ جنوب میں، پھیل جاؤ یورپ میں اور پھیل جاؤ امریکہ میں، پھیل جاؤ جزائر میں، پھیل جاؤ چین میں، پھیل جاؤ جاپان میں اور پھیل جاؤ دنیا کے کونے کونے میں، یہاں تک کہ دنیا کا کوئی گوشہ، دنیا کا کوئی ملک اور دنیا کا کوئی علاقہ ایسا نہ ہو جہاں تم نہ ہو۔ پس تم پھیل جاؤ جیسے صحابہ پھیلے۔ پھیل جاؤ جیسے قرون اولیٰ کے مسلمان پھیلے۔ تم جہاں جہاں جاؤ اپنی عزت کے ساتھ سلسلہ کی عزت قائم کرو۔ جہاں پھرو اپنی ترقی کے ساتھ سلسلے کی ترقی کا موجب بنو"۔

(خطبہ جمعہ 15/فروری 1936ء)

مسیح محمدی کے یہ پروانے تبلیغ اسلام کے لئے اپنے گھروں سے نکلے۔ دور دراز کے ممالک کو روانہ ہوئے کہ بنی آدم کو ہمیشگی کے امن یعنی دین اسلام کی طرف آنے کی دعوت دیں۔ ان میں سے ایسے بھی تھے جو غیر ممالک میں گئے۔ راہ جہاد میں خدا کو پیارے ہوئے اور مڑ کر وطن اور اہل وطن کی صورت نہ دیکھ سکے۔ اور انہوں نے کہا نوجوانو! ہماری قبریں تمہیں دعوت دیں گی۔ اپنے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو چھوڑ کر گئے اور یہ معصوم بچے اپنی ماؤں سے پوچھتے رہے۔ امی ہمارے ابو کہاں ہیں اور کب آئیں گے۔ مائیں انہیں ان کی تصویر دکھاتی تو وہ معصومیت سے پوچھتے امی اگر یہ ہمارے ابو ہیں تو بولتے کیوں نہیں۔ جو ان بیویوں کو چھوڑ کر گئے واپس آئے تو ان کے بالوں کی سیاہی میں بڑھاپے کی سفیدی بھر گئی تھی۔ بیویوں نے خاوندوں کے بغیر اور بچوں نے باپوں کے بغیر زندگی کی تلخیاں برداشت کیں اور کرب ناک بیماریوں میں انہیں یاد کیا۔ اور ایسا ہوا کہ سینکڑوں عورتوں نے اپنے خاوندوں کی زندگی میں ہی ایک بیوگی کی سی بدحالی کو اپنے لئے قبول کیا اور بچے اپنے باپوں کی زندگی میں یتیموں کی طرح رہنے لگے۔

ان کے بوڑھے ماں باپ ان کی راہ تکتے تکتے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ خود میرے والد محترم نے مجھے بتایا کہ ایک رات میں مطالعہ میں مصروف تھا۔ ہمارے ہمسائے میں مولانا عطاء اللہ کلیم رہتے تھے جنہیں ایک لمبا عرصہ بیرون پاکستان خدمت دین کی توفیق ملتی رہی۔ رات کے آدھے پہر مکرم عطاء اللہ کلیم صاحب کے والد محترم مکرم سراج دین صاحب جنہیں مسجد اقصیٰ قادیان کا موذن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آئے اور دروازہ پر دستک دی اور کہا کہ غلام باری مجھے عطاء اللہ کی والدہ کا آخری وقت معلوم ہوتا ہے تم عطاء اللہ کی جگہ آ کر اس کے منہ میں چند قطرے پانی ڈال دو۔ اس مجاہدہ ماں کا بیٹا سالہا سال سے افریقہ میں تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دے رہا تھا۔

مولانا چوہدری محمد شریف صاحب مبلغ بلاد عربیہ کی والدہ حضرت مصلح موعود کی خدمت میں حاضری ہوئیں اور عرض کی میری بینائی اب جا رہی ہے۔ ایک دفعہ میرے نورِ نظر، لخت جگر شریف احمد کو بلا دیں تا کہ مَیں ان آنکھوں سے اپنے بیٹے کو دیکھ سکوں۔ مولانا نذیر احمد صاحب علی اور مولانا نذیر احمد مبشر صاحب پر ایسا وقت بھی آیا کہ جنگل کے پتے کھا کر گزارہ کرتے رہے۔

مولانا ظہور حسین صاحب بخارا 1924ء میں روس میں گرفتار کئے گئے مگر انہوں نے قید میں دعوت الی اللہ کرتے ہوئے چالیس احمدی بنا لئے۔ اُن کو کھانے میں سؤر کا گوشت دیا جاتا۔ لیکن آپ پانی میں روٹی ڈبو کر کھاتے رہے۔ ان کی عظمت و استقلال کا ذکر کرتے ہوئے کشمیری اخبار لاہور نے لکھا ہمارے اندر وہ اخلاص، عزم اور تڑپ اپنے مذہب کی حمایت اور اشاعت کے لئے نہیں جو ایک معمولی احمدی بھی اپنے دل میں رکھتا ہے۔ کاش دین اسلام کے دوسرے فرقے بھی کفر سازی، کفر پروری کی بجائے ایسے مجاہد پیدا کر سکیں۔ مخالفینِ احمدیت نے ان کی تبلیغی سرگرمیوں کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔

"موجودہ زمانہ میں احمدی جماعت نے منظّم تبلیغ کی جو مثال قائم کی ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ لٹریچر، مساجد، مدارس کے ذریعہ سے یہ لوگ ایشیاء، یورپ، افریقہ اور امریکہ کے دور دور گوشوں تک اپنی کوششوں کا سلسلہ قائم کر چکے ہیں۔ جس وجہ سے غیر مسلم جماعتوں میں ایک گونہ اضطراب پایا جاتا ہے۔ کاش دوسرے لوگ بھی ان کی مثال سے سبق لیتے"۔

(ہفت روزہ "ہماری زبان" علیگڑھ 23/دسمبر 1958ء)

تحریک احمدیت کی ان زبردست کوششوں کا نتیجہ ہے کہ وہ مسلمان جو اٹھارویں صدی میں اپنی موت پر دستخط کئے ہوئے تھے خدا کے فضل سے اپنے اندر زندگی کی ایک برقی لہر محسوس کرتے ہوئے اعلان عام کر رہے ہیں کہ یہ بیسویں صدی ہر جگہ مسلمانوں کی نشأۃ ثانیہ کے لئے بیداری کا آغاز ہے۔

(ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم ایم اے، ایل ایل بی، پی ایچ ڈی لاہور رسالہ استقلال صفحہ 10)

احمدی مبلغین کی قربانیاں جن کی میں نے ایک جھلک پیش کی ہے یہ افسانے نہیں حقیقتیں ہیں۔ آسمان کا خدا گواہ ہے کہ یہ حقیقتیں ہیں۔ یہ وہ حقیقی انقلاب ہے جو جماعت احمدیہ نے دنیا میں پیدا کیا۔ یہ درد کی چادروں میں لپیٹی ہوئی بشارتیں ہیں جو احمدیت نے دنیا کو عطا کی۔ کاش دنیا ان حقیقتوں کو سمجھے ان بشارتوں کو قبول کر لے۔ اے کاش دنیا اس خدائے واحد کی طرف لوٹ آئے جس کی چار دیواری سے باہر کوئی جائے امن نہیں۔

جماعت احمدیہ کے قیام کی ایک صدی مکمل ہونے سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت بابرکت تحریک فرمائی کہ آئندہ دو سالوں میں پیدا ہونے والے بچوں کو خدا اور اُس کے دین کی خاطر ابھی سے وقف کریں تا واقفین نو بچوں کی ایک عظیم الشان فوج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی غلام بن کر اگلی صدی میں داخل ہو رہی ہو۔ آئندہ صدی میں دین اسلام کو بکثرت پھیلانے کے لئے لاکھوں تربیت یافتہ واقفین درکار ہوں گے۔ خدا کے فضل سے جماعت نے 33 ہزار بچے خدا تعالیٰ کی اس روحانی فوج میں خلیفۂ وقت کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے خدا کے حضور پیش کر دیئے۔

ان واقفین کے علاوہ جماعت میں رضاکارانہ طور پر خدمت کرنے والوں کی ایک کثیر تعداد دن رات امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے خدمت سلسلہ میں مصروف رہتی ہے۔ واعظین، مبلغین اور معلّمین کے علاوہ ڈاکٹرز، اساتذہ، مختلف علوم کے ماہرین بھی اپنی زندگیاں خدا کی راہ میں وقف کر رہے ہیں اور احیائے اسلام کی اس تحریک میں اپنی قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: "حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کا ایک کلمہ ہوتا ہے۔ مرزا صاحب کا کلمہ یہ ہے "مَیں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور پھر اس ہلاک کر دینے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچائیں اور اس میں زندگی ختم کر دیں۔ خواہ مارے ہی جائیں۔

پس یہ وہ جہاد کبیر کی راہ ہے جس راہ پر چل کر غلبۂ اسلام کی شمع روشن تر ہوتی جائے گی۔

ایم۔ٹی۔اے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے۔" (سیرت حضرت مسیح موعود از حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی)

دنیا کے کسی بھی قانون اور طریق سے اس خواہش کے پورا کرنے کا قطعاً کوئی امکان نہیں ہے کیونکہ ایک مکان کے گرد کروڑوں بلکہ اربوں احمدیوں کے مکانات ہوں اور ہر ایک گھر میں اس کی ایک کھڑکی کھلے ناممکن ہے۔ مگر اس خدا نے جس نے خود ایک پاک دل میں یہ خواہش پیدا کی تھی اسے ممکن کر دکھایا ہے اور آج ایم ٹی اے کی شکل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک ایسا عالمی مکان میسر آ گیا ہے جس کے چاروں طرف احمدی بستے ہیں اور ہر گھر سے ہر وقت رابطہ ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین اور اس کا مقرر کردہ نظام ہمہ وقت تمام احمدیوں کی تعلیم و تربیت اور راہنمائی پر مستعد ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی توحید کی منادی کر رہا ہے۔ صرف ٹیلی ویژن کی کھڑکی کھولنے کی دیر ہے۔ روحانی مائدہ سے سیرابی شروع ہو جاتی ہے۔

قرآن کریم، احادیث نبویہ، بزرگانِ امت کی پیشگوئیوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امام مہدی کی بعثت کے وقت اس کے کسی جانشین یا نمائندہ کی آواز آسمان سے مشرق اور مغرب میں پھیلے گی۔ اس کے ذریعے قرآن کریم اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا اعلان کیا جائے گا۔ اس آواز کے ساتھ اس منادی کی تصویر بھی ساری دنیا میں دکھائی جائے گی۔ دور و نزدیک کے لوگ یکساں طور پر اس منادی کی آواز کو اپنی اپنی زبان میں سنیں گے۔ اس کی آواز پر لبیک کہیں گے۔ یہ تمام پیش گوئیاں آج خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے ٹی وی چینل ایم۔ٹی۔اے کے ذریعے پوری ہو چکی ہیں۔ 1996ء سے ایم ٹی اے کی چوبیس گھنٹے کی نشریات لندن سے ساری دنیا میں تقریباً ایک درجن زبانوں میں جاری ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایم ٹی اے کے جو غیر معمولی اثرات دنیا میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ اُن کا اعتراف جماعت احمدیہ کے شدید مخالفین کو بھی ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی چیئرمین سپریم کونسل جمعیت علماء پاکستان نے لکھا:

"یورپ اور امریکہ میں قادیانیت اسلام کے بیڈ روم میں داخل ہو گئی ہے۔"

جناب عبدالحق بھریا روڈ نے اپنے مضمون بعنوان "علماء اسلام سے گذارش" میں لکھا۔

"قادیانی ٹیلی ویژن پاکستان کے گھر گھر میں داخل ہو چکا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت، درسِ حدیث، حمد و نعت اور تمام قوموں کے قادیانیوں کو خصوصاً عربوں کو بار بار پیش کر کے قادیانی ہماری نوجوان نسل کے ذہن پر بُری طرح چھا رہے ہیں۔ اس طرح ہمارے بزرگان کرام کی پچھلے سو سال کی مساعی پر پانی پھرتا نظر آ رہا ہے۔ لوگ ہم سے پوچھنے لگ گئے ہیں۔ کہ سفید داڑھی اور پگڑی والا شخص جو تمام اسلامی عقائد کا اقرار کرتا ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار اپنا آقا کہتا ہے۔ اُن کی سیرت کے حسین تذکرے کرتے ہوئے رو پڑتا ہے، کافر کیسے ہو سکتا ہے"

اور ایک احمدی شاعر نے کیا خوب کہا ؎

ہوا کے دوش پہ لاکھوں گھروں میں در آیا
نکل گیا تھا جو گھر سے کبھی خدا کے لئے

مالی قربانی کا عظیم انقلاب

ہر بالغ احمدی جو کچھ کمانے کی طاقت رکھتا ہے اپنی کمائی کا کم از کم 1/16 حصّہ اور زیادہ سے زیادہ 1/3 حصّہ اس غرض کے لئے پیش کرتا ہے کہ خلیفۃ المسیح کی راہنمائی میں راہ خدا میں اسے خرچ کیا جائے۔ اور پھر جو مال بچ جاتا ہے اس میں سے غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے قائم ادارہ تحریک جدید انجمن احمدیہ کو چلانے کے لئے پیش کرتا ہے۔ پھر جو بچ جاتا ہے اس میں سے بھی وہ دیہاتی جماعتوں کے احیائے نو کے لئے وقف جدید انجمن احمدیہ کی خدمت میں بھی کچھ پیش کرتا ہے۔ اور اس کے علاوہ خود جس ذیلی تنظیم کا ممبر ہے اس میں بھی اپنے مال کا ایک حصّہ دے دیتا ہے۔ پھر تعمیر مساجد، تراجم قرآن مجید کی اشاعت، مشن ہاؤسز کے قیام کے لئے بھی پیش کرتا ہے اور جب احمدی یہ ارشاد باری سنتے ہیں: "خدا کے بندوں کے اموال میں سوالیوں اور محرومین کا بھی حق ہے۔" تو اپنے اموال میں سے دن رات صدقہ و خیرات بھی کرتے

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214750 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

ہیں۔ خفیہ طور پر بھی اور ظاہر طور پر بھی چھپ چھپ کر بھی اور اعلانیہ بھی۔ عظیم الشان رفاہی منصوبوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

پھر قرآن کریم، تفاسیر قرآن ، احادیث نبویہ، روحانی خزائن اور جماعتی رسائل اور اخبارات بھی خرید کر اپنی علمی پیاس بجھاتے ہیں۔

یہ قطار اندر قطار مالی قربانی کا سلسلہ ہے اور یہاں ہی ختم نہیں ہو جاتا ان سب چندوں کی ادائیگیوں کے بعد جب اپنی بیویوں کو خرچ دیتے ہیں تو وہ بھی حسب توفیق ان سب چندوں میں شامل ہونے کی کوشش کرتی ہیں۔ پھر قطار اندر قطار مالی قربانی کا مظاہرہ اس پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ وہ چند پیسوں، آنوں یا روپوں کے چھوٹے چھوٹے جیب خرچ جو مائیں اپنے بچوں کو دیتی ہیں وہ بچے بھی ان میں سے ایک حصہ اپنے رب کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پس ان چھوٹے چھوٹے سینوں میں بھی اللہ اور رسول کی خاطر سب کچھ قربان کر دینے والے عظیم دل چھپے ہوئے ہیں۔ ان ننھے منے بچوں میں ایسے مجاہدین اسلام ہیں جنہوں نے اپنی ذاتی شوق کی گردن پر چھری رکھ دی اور سالہا سال کی جمع شدہ پونجیاں دین محمدؐ کی خاطر خلیفۂ وقت کے حضور پیش کر دیں کہ ان کے کانوں میں یہ آواز پڑی کہ خلیفۂ وقت وقف جدید کی مالی امداد کے لئے احمدی بچوں کو بلا رہے ہیں۔ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (آل عمران:93) قرآن کریم کے اس حکم کی تعمیل میں خواتین نے اللہ تعالیٰ کے گھروں یعنی مساجد کی تعمیر میں ایک بار نہیں بار بار اپنے طلائی زیورات اتار کر پیش کئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی مجلس میں کسی نے ذکر کیا کہ فلاں صاحب کو کیمیا گری آتی ہے اور وہ کیمیا گری سے سونا بناتے ہیں۔ جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے فرمایا کہ ’’ہمیں بھی کیمیا گری آتی ہے‘‘۔ کیمیا گری کا یہ نسخہ بتایا...... اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ مَیں نے اپنا مال اور جان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کا خلیفہ اور تمہارا بادشاہ بنا دیا۔ یہی کیمیا گری کا نسخہ ہے۔ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے کر آزما لو۔ ہم نے اسے آزمایا ہے اس کے سوا کوئی کیمیا گری نہیں ہے‘‘۔

(الفضل 25/جنوری 1956ء)

جماعت کے پاک دل لوگوں نے دین کو دنیا پر مقدم کر کے اپنا جان و مال، آبرو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیا اور پوری انشراح صدر سے کہتے ہیں۔ ؎

جو ہمارا تھا وہ اب دلبر کا سارا ہو گیا
آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا
شکر للہ مل گیا ہم کو وہ لعل بے بدل
کیا ہوا گر قوم کا دل سنگ خارا ہو گیا

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

مالی قربانی کے اس عالمگیر نظام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی زبانی ایک غریب پٹھان عورت کی قربانی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

ایک پٹھان عورت جو نہایت ضعیف ہے اور چلتے وقت بالکل پاس پاس قدم رکھ کر چلتی ہے میرے پاس آئی اور اس نے دو روپے میرے ہاتھ پر رکھ دیئے۔...... اس کی زبان پشتو ہے اور وہ اردو کے چند لفظ ہی بول سکتی ہے۔ اپنی ٹوٹی ہوئی زبان میں اپنے ایک ایک کپڑے کو ہاتھ لگا کر کہنا شروع کیا کہ دوپٹہ دفتر کا ہے۔ یہ پاجامہ دفتر کا ہے۔ یہ جوتی دفتر کا ہے۔ میرا قرآن بھی دفتر کا ہے یعنی میرے پاس کچھ نہیں۔ میری ہر ایک چیز بیت المال سے مجھ کو ملی ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ، ایک ایک حرف میرے دل پر نشتر کا کام کر رہا تھا۔ دوسری طرف میرا دل اس محسن کے احسان کو یاد کر کے جس نے ایک مردہ قوم میں سے ایسی زندہ اور سرسبز روحیں پیدا کر دیں۔ شکر و امتنان کے جذبات سے لبریز ہو رہا تھا اور میرے اندر سے یہ آواز آ رہی تھی۔ خدایا تیرا مسیح کس شان کا تھا جس نے ان پٹھانوں کی جو دوسروں کا مال لوٹ لیا کرتے تھے اس طرح کایا پلٹ دی کہ وہ تیرے دین کے لئے اپنے ملک اور اپنے عزیز اور اپنے مال قربان کر دینے کو ایک نعمت سمجھتے ہیں۔‘‘

(تاریخ لجنہ جلد اوّل صفحہ ۹۰)

نظام وصیت

جماعت احمدیہ کے ذریعہ پیدا ہونے والے انقلابات میں ایک انقلاب ’’نظام وصیت‘‘ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جاری فرمایا اور وہ نظام وصیت ایک لا محدود عالمگیر اور ہمہ جہت نظام ہے۔ جو ذریعہ ہے

- ......اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا
- ......اعمال صالحہ بجالانے کا
- ......قرب الٰہی کا اور لقائے الٰہی کا
- ......خدا تعالیٰ کی جنتوں کے حصول کا
- ......نظام خلافت کو دوام بخشنے کا
- ......یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کی ضروریات پورا کرنے کا
- ......جو ذریعہ ہے اقتصادی ترقی کا
- ...... دجّال کے پھیلائے ہوئے سودی نظام معیشت سے چھٹکارا پانے کا
- ......IMF، ورلڈ بینک، ملٹی نیشنل کمپنیوں کے جال سے نکالنے کا۔
- ......جو ذریعہ ہے وحدت اقوام اور غلبہ اسلام کا۔

اس نظام نو کے بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’دراصل نظام وصیت آگے چل کر عالمگیر اقتصادی نظام کی شکل اختیار کرنے والا ہے۔ جس کے عظیم الشان مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ ہر فرد بشر کی ضرورت کو پورا کیا جائے گا‘‘۔

آپ فرماتے ہیں۔ ’’جب وصیت کا نظام مکمل ہو گا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہو گی بلکہ اسلام کی منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے اور دکھ اور تنگی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا۔ انشاء اللہ یتیم بھیک نہ مانگے گا، بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی، بے سامان پریشان نہ پھرے گا کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہو گی۔ جوانوں کی باپ ہو گی۔ عورتوں کا سہاگ ہو گی اور بغیر جبر کے محنت اور دلی خوشی کے ساتھ ساتھ بھائی بھائی کی اس ذریعہ سے مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہو گا۔ یہ دینے والا خدا سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہو گا‘‘۔

(نظام نو صفحہ 130)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یہ خیال مت کرو کہ مال تمہاری کوششوں سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ خیال مت کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ میں کوئی خدمت بجالا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ یہ اس کا احسان ہے جو تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے......... مَیں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ تمہاری خدمتوں کا ذرا محتاج نہیں۔ ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقع دیتا ہے‘‘۔

پس اے مسیح محمدی کے پروانو! ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمیں اس میدان میں بلا رہے ہیں۔ پس امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلد وصیتیں کرو اور اس روحانی نظام کا حصہ بن جاؤ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا نصب العین خدمت خلق کو قرار دیا۔ شرائط بیعت میں ایک بنیادی شرط یہ رکھی کہ ہر بیعت کنندہ سچے دل سے اقرار اس بات کا کرے کہ ’’عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور استعدادوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا‘‘۔

حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

آپ کو (حضرت مسیح موعودؑ) دینی ضرورت کے لئے ایک بڑا اہم مضمون لکھنا تھا اور جلد لکھنا تھا۔ مَیں بھی اتفاقاً جا نکلا۔ کیا دیکھتا ہوں حضرت کمر بستہ اور مستعد کھڑے ہیں جیسے کوئی یورپین اپنی دنیوی ڈیوٹی پر چست اور ہشیار کھڑا ہوتا ہے اور پانچ چھ صندوق کھول رہے ہیں اور چھوٹی چھوٹی شیشیوں اور بوتلوں میں سے کسی کو کچھ اور کسی کو کوئی عرق دے رہے ہیں اور کوئی تین گھنٹے تک یہی بازار لگا رہا اور ہسپتال جاری رہا۔ فراغت کے بعد مَیں نے عرض کیا: حضرت یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ اللہ اللہ کس نشاط اور طمانیت سے مجھے جواب دیتے ہیں کہ: ’’یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں، یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ مَیں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا کر رکھتا ہوں جو وقت پر کام آ جاتی ہیں۔ اور فرمایا یہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہ ہونا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تعلیم اور اسوہ کی پیروی میں جماعت احمدیہ تمام دنیا میں بنی نوع انسان کی خدمت کے تمام میدانوں میں سرگرم عمل ہے۔ افریقہ کے دور دراز علاقوں میں اور ترقی پذیر ممالک میں علم کی روشنی پھیلاتے ہیں۔ 300 سے زائد سکولز، کالجز قائم کئے گئے۔ اور بیماروں کے علاج معالجوں کے لئے درجنوں ہسپتال جاری کئے جہاں مستحق مریضوں کو طبّی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔

تاریخ احمدیت اس بات کی گواہ ہے کہ جماعت احمدیہ بلا امتیاز مذہب و ملت بے لوث خدمت کے جذبہ کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔ دنیا کے قحط زدہ علاقے ہوں یا زلزلہ کی تباہ کاریاں، سیلاب زدگان کی امداد کے مواقع ہوں یا معذوروں کو مصنوعی اعضاء کی فراہمی، نور بصارت سے محروم افراد کے لئے عطیہ جات، پانی سے محروم لوگوں کو صاف پانی کی فراہمی، بھوکوں کو کھانا مہیا کرنا، وہ لوگ جو قدرتی آفات کے باعث چھتوں سے محروم ہو گئے ہوں اُن کے گھروں کی تعمیر کی الغرض خدمت کے ہر میدان میں احمدی نوجوان خدام الاحمدیہ اور عالمگیر رفاہی تنظیم Humanity First کے ذریعے محض بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی اور رضائے باری تعالیٰ کی خاطر خدمت کے میدان میں کمر بستہ ہیں۔

جماعت احمدیہ نے خدمت کے میدان میں ایک اور عظیم خدمت جو خلافت رابعہ کے دور میں سرانجام دی وہ ہومیو پیتھک کے ذریعہ تمام دنیا میں اس مفید اور مؤثر علاج کے علم کو عام کر کے دنیا کے لکھوکھہا انسانوں کے لئے یہ غیر معمولی طور پر سستا اور مؤثر ذریعہ علاج مہیا کیا ہے۔ اس وقت دنیا کے درجنوں ممالک میں سینکڑوں ہومیو پیتھک شفاخانے قائم ہیں۔ دفتر وقت جدید ربوہ پاکستان سے جاری ہونے والا یہ فیض آج کُل دنیا تک پہنچ رہا ہے۔ گھر بہ گھر، قریہ بہ قریہ، بستی بہ بستی شفاخانے قائم ہو چکے ہیں۔

قبولیتِ دعا

قبولیت دعا اللہ تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم اپنی ذات اور اپنے وجود کو پیش کر کے دُنیا سے خدا تعالیٰ کا وجود منوانا چاہتے ہیں۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 345)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں خارق عادت طور پر قبولیت دعا کے نشان ظاہر ہوئے، خلفائے سلسلہ اور بزرگان سلسلہ کی قبولیت دُعا کے بے شمار واقعات موجود ہیں۔ آپ کی دعاؤں سے بیماروں نے شفا پائی۔ بے اولادوں کو اولاد نصیب ہوئی۔ راہ ہدایت سے بھٹکوں نے ہدایت پائی۔ آپ کی دعاؤں سے آگ ٹھنڈی کر دی گئی اور طوفان تھم گئے۔ اور بادلوں سے بارش برسی اور احمدیت نے دنیا میں دعا کا حقیقی عرفان عطا کیا جس کی روشنی آج اللہ کے فضل سے ہر احمدی گھرانے کو منور کر رہی ہے۔

آگ ہماری غلام ہے

ہمارے انڈونیشیا کے مبلغ مولانا رحمت علی صاحب ایک مخلص احمدی کے مکان کے ایک حصہ میں رہتے تھے جو محلّہ یاسر مسکین میں واقع ہے۔ اس علاقہ کے اکثر مکانات لکڑی کے بنے ہوتے ہیں۔ اور بالکل ساتھ ساتھ تھے اتفاقاً ایک مرتبہ اس محلّہ میں آگ لگ گئی جو اردگرد کے تمام مکانات کو راکھ کرتی ہوئی مولانا صاحب کی رہائش گاہ کے قریب پہنچ گئی حتّٰی کہ اس کے شعلے مولانا صاحب کے مکان کو چھونے لگے۔ یہ صورت حال دیکھ کر تمام احمدی اور غیر احمدی محلّہ دار حضرت مولانا صاحب سے اصرار کرنے لگے کہ فوراً عمارت سے باہر نکل جائیں مگر عجیب گھڑی تھی اور خدا کے مسیح کا یہ غلام نہ جانے کس کیفیت میں تھا اور یقین کے کس مقام پر تھا کہ مولانا صاحب نے ایک نہ مانی اور دعا میں لگے رہے اور بڑے اطمینان سے انہیں تسلی دیتے رہے کہ ’’آگ ہمارا انشاء اللہ کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ یہ مکان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

مرید کا ہے اور اس کا ایک حصہ اس وقت حضور کے ایک ادنیٰ غلام کی رہائش گاہ ہے اور حضرت اقدس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا تھا کہ:

”آگ سے ہمیں مت ڈراؤ۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔“

اور بڑے یقین سے فرمایا: یہ آگ اس عمارت کو بھسم کرنے میں ناکام رہے گی اور جہاں تک پہنچی ہے وہیں رک جائے گی کیونکہ خدا کے حکم سے یہ آگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے سچے مریدوں کی غلام ہے۔ ادھر زمین پر یہ گفتگو ہو رہی تھی اور اُدھر عرش کا خدا اپنے مسیح کے لئے قبولیت دعا کے ساتھ نشان ظاہر کرنے کو تھا۔ ابھی مولانا رحمت علی صاحب یہ بات کر ہی رہے تھے کہ اچانک بادل اُمڈ آئے اور موسلا دھار بارش شروع ہوگئی جس نے آناً فاناً اس آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔ چنانچہ محلّہ کی دیگر عمارتیں جل کر راکھ ہوگئیں مگر وہ عمارت خدا کے فضل سے معجزانہ طور پر محفوظ رہی اور ایک لمبے عرصہ تک احمدی احباب کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب بنی رہی۔

شاید کوئی یہ سمجھے کہ اچانک بارش کا ہو جانا محض اتفاق تھا مگر اس یقین اور ایمان کو کیا کہیں گے جو صاف اور شفاف مطلع کے ہوتے ہوئے جب کوئی آثار بادل کے نہ تھے آپ کو اپنے خدا پر مکمل اعتماد تھا۔

انڈونیشیا میں احمدیہ مشن کے قیام کے ابتدائی زمانہ میں ایک مرتبہ بنڈونگ شہر میں مولانا رحمت علی صاحب ایک احمدی درزی مکرم محمد یوسف صاحب کی دکان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ہالینڈ کے ایک عیسائی Bishop اُدھر نکلے اور اسلام اور عیسائیت پر تبادلہ خیالات شروع ہو گیا اور لوگوں کا ایک ہجوم اکٹھا ہو گیا کہ اس اثناء میں اچانک موسلا دھار بارش برسنے لگی وہ علاقہ ایسا ہے کہ جب بارش شروع ہوئی تو کئی کئی گھنٹے مسلسل برستی ہے۔ پادری صاحب جب بحث سے عاجز آ گئے تو انہوں نے اپنی ناکامی پر پردہ ڈالنے کے لئے مولانا صاحب کو للکار کر کہا۔

”اگر واقعی عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام سچا ہے تو اس وقت ذرا اپنے اسلام کے خدا سے کہئے کہ اپنی قدرت کا کرشمہ دکھائے اور اس موسلا دھار بارش کو یک دم بند کر دے۔“

اس نادان، کوتاہ نظر اور روحانیت سے عاری پادری کی نظر برستی ہوئی بارش اور گھرے ہوئے بادلوں پر تھی مگر حضرت مولانا صاحب نے زندہ خدا پر زندہ ایمان کا ثمر چکھا ہوا تھا۔ چنانچہ بلا حیل وحجت اس وقت بڑے پُر اعتماد آواز میں بارش کو مخاطب کر کے کہا۔

”اے بارش تو اس وقت خدا کے حکم سے تھم جا اور اسلام کے زندہ اور سچے خدا کا ثبوت دے“

چند منٹ نہیں گزرے تھے کہ بارش تھم گئی۔

یہ زندہ خدا، یہ زندہ یقین مسیحِ پاک کی جماعت میں جاری وساری ہے اور آج اللہ کے فضل سے بارشوں کے قطروں کی طرح ان گنت قبولیت دعا کے معجزات احمدی گھرانوں میں روزانہ نظر آتے ہیں۔

جلسہ سالانہ قادیان 2005ء کے موقع پر جب حضرت مسیحِ پاک علیہ السلام کے پانچویں جانشین خلیفہ مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد پہلی مرتبہ قادیان کی عظیم اور مقدس بستی میں تشریف لے گئے۔ سال 2005ء کی آخری رات تھی اور نئے سال 2006ء کی آمد آمد تھی۔ دنیا نئے سال کا آغاز اپنی عیاشیوں سے کر رہی تھی۔ مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ قادیان جانے کا موقع ملا کیا دیکھتا ہوں کہ سینکڑوں بچے، جوان، بوڑھے، ان مقامات مقدسہ پر خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز دعاؤں اور آنسوؤں کے ساتھ نئے سال کا آغاز کر رہے تھے۔ بلاشبہ مسجد مبارک کی سیڑھیوں سے اترتے ہوئے دل سے یہ آواز نکلی کہ یہی وہ انقلاب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت نے دنیا میں پیدا کیا اور آج اس مقدس اور مبارک نظام خلافت کے زیر سایہ پروان چڑھ رہا ہے۔ کاش دنیا کی ظاہر بین آنکھ دلوں کے اس عالمی انقلاب کو دیکھ سکے اور محسوس کر سکے۔

قرآن مجید نے اسلام کے مقابل پر یاجوج ماجوج کے نام کے ساتھ ان دجّالی طاقتوں کا ذکر کیا ہے جو اس زمانہ میں دنیا کی ہر بلندی پر قابض ہوں گے۔ اور دنیا کی کوئی بلندی اور کوئی رفعت اور کوئی سرفرازی ان کے قبضہ سے باہر نہیں ہوگی اور وہ اپنی بلندیوں سے دنیا کی کمزور اور پستی ہوئی اقوام کو کچلنے اور اپنی ایڑھیوں کے نیچے رکھنے کے لئے دوڑے چلے آتے ہوں گے۔ وہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ اعلان بھی کروا دیا۔ کہ یہ دجالی طاقتیں بالآخر اسلام کے مقابل پر نمک کی طرح پگھلنی شروع ہو جاویں گی۔ پس اے مشرق ومغرب پر چھا جانے والی عظیم الشان طاقتو جو اشتراکیت اور سرمایہ داری کی علمبردار ہو۔ تمہاری عظیم مادی قوتیں تمہارے کچھ کام نہ آئیں گی اور تمہیں ہلاکت کے اس دن سے بچا نہ سکیں گی جو دُنیا کی تباہی کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔

سنو اور امام الزمان کی آواز سے سنو!

”اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیاء تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔“

(حقیقة الوحی صفحہ 287)

پس اے اہل دنیا امام وقت کی اس آواز کو سنو جو تمہیں ہلاکت سے بچانے کے لئے مینار محمدی سے بلند ہوئی۔ اور اے مسیح محمدی کے پروانو! آخری فتح بہر حال اسلام اور احمدیت کی ہے۔ مادیت اور دجالیت کے سارے علم اور سرمایہ داری اور اشتراکیت کی ساری طاقتیں بالآخر اسلام اور احمدیت کے مقابل پر اس طرح اڑ کر ختم ہو جائیں گی جس طرح ایک تیز آندھی کے سامنے راستوں کا خس وخاشاک ادھر ادھر اڑ کر غائب ہو جایا کرتا ہے۔

﴿وَلَاتَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ﴾ (اٰل عمران: 140)

پس ہمت مت ہارو اور غمگین نہ ہو۔ خدا کے فضل سے تمہی غالب ہو گے بشرطیکہ تم سچے مومن ہو۔ خدا کے وعدوں پر کامل یقین کے ساتھ، خلیفہ وقت کی کامل اطاعت کے ساتھ، احیاء اسلام کے لئے قربانیاں پیش کرتے چلے جاؤ۔ جیسا کہ حضرت مسیحِ پاک علیہ السلام نے فرمایا۔

”اور سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا۔ جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لئے سارے ذلتیں قبول نہ کر لیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا، یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے“۔

❁❁❁❁❁❁❁

وہ جانِ عالم نہاں بھی ہو کر نگاہِ دل سے نہاں نہیں ہے

وہ جانِ عالم نہاں بھی ہو کر نگاہِ دل سے نہاں نہیں ہے
قدم قدم پر عیاں ہے لیکن قدم قدم پر عیاں نہیں ہے
وہی ہے اوّل، وہی ہے آخر، وہی ہے ظاہر، وہی ہے باطن
کوئی بھی ہستی نہیں ہے ایسی، وہ جس کی روحِ رواں نہیں ہے
یہ اپنی اپنی نظر ہے ورنہ اِسی زماں میں اِسی مکاں میں
کئی ہیں ایسے بھی طُور جن کا کسی کو وہم و گماں نہیں ہے
نہ سرفرازی سے کوئی مطلب نہ سرفروشی سے کوئی خطرہ
رہِ محبت کے رہروؤں کو خیالِ سود و زیاں نہیں ہے
کبھی ستانا کبھی رُلانا کبھی کسی کا لہو بہانا!
ذرا تو سوچو اے چیرہ دستو! کہ کیا غریبوں میں جاں نہیں ہے
یہ کس نے تم کو بتا دیا ہے کہ اِس ستم کی سزا نہ ہو گی
زمیں یہ اب وہ زمیں نہیں ہے کہ آسماں آسماں نہیں ہے

(مصلح الدین راجیکی۔ مرحوم)

احساس کمتری کا ہومیو علاج

(ہومیو ڈاکٹر نذیر احمد مظہر)

احساس کمتری اور اس طرح کے دیگر ذہنی ونفسیاتی عوارض کے لئے ہومیو علاج تحریر ہے اور دعا ہے کہ اس کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچے۔

- ......جو یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ حقیر ہیں۔ تو ارجنٹم نائٹ (Argentun Nit.) 30 یا 200 کی طاقت میں استعمال کریں۔
- ......دوسروں کو حقیر اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں تو سٹیفی سیگریا (Staphisagria) 30 یا 200 یا اس سے اونچی طاقت میں لیں۔
- ......جو خود ستائی (خود تعریفی) کرے پلاٹینا (Platina) 30 یا 200 کی طاقت میں یا اونچی طاقت استعمال کریں۔
- ......خود اعتمادی نہ رہے تو اناکارڈیم (Anacardium) 30 یا 200 یا اور اونچی طاقت میں استعمال کریں۔
- ......خوشامد پسند ہو اور چاہے کہ اس کی خوشامد کی جائے تو پلاڈیم (Paladium) استعمال کریں۔
- ......غرور اور تکبر نمایاں ہو اور اپنے متعلق بہت بلند رائے رکھتا ہو اور دوسروں کو کمتر سمجھتا ہو۔ تو پلاٹینا (Platina) 30 یا 200 یا اور اونچی طاقت میں استعمال کریں۔
- ......جو خیال کرے کہ اسے سراہا نہیں جا رہا تو پلاٹینا (Platina) 30 یا 200 یا اور اونچی طاقت میں استعمال کریں۔
- ......اپنی معاشرتی حیثیت سے مایوس ہو جائے تو وریٹرم البم (Vratrum Album) 30 یا 200 یا اور اونچی طاقت میں استعمال کریں۔
- ......ملے جلے نفسیاتی عوارض کے لئے۔ طلباء میں امتحان کا خوف ہو تو اناکارڈیم (Anacardium) 30 یا 200 یا اور اونچی طاقت میں استعمال کریں۔
- ......امتحان میں فیل ہونے کا خوف ہو تو ارجنٹم نائٹ (Argentun Nit.) 30 یا 200 یا اور اونچی طاقت میں استعمال کریں۔
- ......امتحان سے پہلے غیر معمولی گھبراہٹ ہو تو جیلسیمیم (Gelsimium) 30 یا 200 یا اور اونچی طاقت میں استعمال کریں۔
- ...... جو خیال کرے کہ وہ بے انتہا علم رکھتا ہے تو کینابس انڈیکا (Cannabis Indica) 30 یا 200 طاقت میں استعمال کریں۔

❁❁❁❁❁❁

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

محترمہ بیگم مجیدہ شاہنواز صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 15/دسمبر 2004ء میں مکرم چوہدری محمد خالد صاحب کے قلم سے محترمہ بیگم مجیدہ شاہنواز صاحبہ کا ذکر خیر شامل اشاعت ہے۔

آپ 1912ء میں ریاست مالیرکوٹلہ میں پیدا ہوئیں جہاں آپ کے والد حضرت نواب محمدالدین صاحب ایک سرکاری عہدہ پر متعین تھے۔ میٹرک کرنے کے بعد آپ کے شوق کو دیکھ کر آپ کو لاہور کالج برائے خواتین میں داخل کرادیا گیا اور آپ نے ہوسٹل میں رہائش اختیار کرلی۔ ابھی آپ کالج کے تھرڈ ائیر میں تھیں کہ آپ کا رشتہ محترم چوہدری شاہ نواز صاحب کے ساتھ طے پاگیا اور اگلے سال حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کا نکاح پڑھا۔

جب آپ کی شادی ہوئی اس وقت آپ کے والد ریاست جتپور میں پردھان منتری یعنی وزیراعلیٰ کے عہدہ پر فائز تھے۔ ریاستوں میں راجپوت رواج کے مطابق شادیاں بہت دھوم دھام سے ہوتی تھیں اور وہ بھی ایسی ہی شادی کا بندوبست بآسانی کرسکتے تھے لیکن چونکہ وہ طبعاً نمائش کے بہت خلاف تھے اس لئے یہ شادی نہایت سادگی سے کی گئی۔

شادی کے بعد آپ سیالکوٹ آگئیں جہاں محترم چوہدری شاہنواز صاحب وکالت کرتے تھے۔ وہ امیر جماعت سیالکوٹ اور نائب صدر ڈسٹرکٹ بورڈ بھی منتخب ہوچکے تھے۔ پھر جب چوہدری صاحب نے جنگی ضروریات کے لئے آگرہ میں ڈی ہائیڈریشن فیکٹری قائم کرلی تو آپ بھی آگرہ منتقل ہوگئیں۔ پھر نئی دہلی میں رہائش اختیار کرلی جہاں آپ کئی سال رہیں اور ہجرت سے قبل آپ لجنہ کی صدر بھی تھیں۔ چند مواقع پر حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے دہلی میں آپکی رہائشگاہ میں بھی قیام کیا۔

پارٹیشن کے بعد کچھ عرصہ آپ لاہور میں رہیں جہاں چوہدری صاحب نے کچھ ایجنسیاں لے رکھی تھیں۔ اس کے بعد آپ مستقل طور پر کراچی شفٹ ہوگئیں۔ 1958ء میں آپ صدر لجنہ کراچی منتخب ہوئیں اور لمبا عرصہ یہ خدمت سرانجام دی تاوقتیکہ آپ لندن شفٹ ہوگئیں۔

کراچی میں آپ نے رفاہی کاموں میں بھی حصہ لیا اور اپوا کی ممبر اور اعزازی Treasurer بھی منتخب ہوئیں۔ اس وقت جماعت کے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں لجنہ کے اجلاس یا سیرت النبی ﷺ کے جلسے کرائے جاسکتے۔ چنانچہ یہ اجتماع آپ کے گھر میں ہوتے رہے جہاں کئی نامور خواتین بھی آپ کی دعوت پر آتیں اور جلسوں کی صدارت کرتیں۔

آپ کے دَور میں لجنہ کراچی رفاہی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی رہی۔ 1965ء اور 1971ء کی جنگوں میں نمایاں قومی خدمت کی توفیق پائی۔ 1974ء کے بعد آپ لندن میں ہی قیام پذیر ہوگئیں اور کچھ عرصہ بعد وہاں کی صدر لجنہ بھی منتخب ہوگئیں۔

1984ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ لندن تشریف لے گئے تو آپ صدر لجنہ لندن تھیں۔ اس طرح آپ کو حضرت صاحب کے بہت قریب کام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اسی ضرورت کے پیش نظر آپ نے 65 سال کی عمر میں ڈرائیونگ ٹیسٹ بھی پاس کیا۔ یہ مشہور تھا کہ وقار عمل کے دوران سب سے مشکل اور ناپسندیدہ کام صدر صاحبہ اپنے ذمہ لے لیتی ہیں۔ حضورؒ آپ کے کام کی بہت قدر کرتے تھے۔ جب محترم چوہدری شاہ نواز صاحب کی صحت کمزور ہونے لگی تو آپ نے حضورؒ کی اجازت سے لجنہ کی صدارت سے علیحدگی اختیار کرلی۔ ایک بار حضورؒ نے آپ کے بارہ میں فرمایا: ''وہ باپ کتنا خوش نصیب ہوگا جس کے گھر آپ جیسی بیٹی پیدا ہوئی''۔

اپنے شوہر کی طرح آپ بھی بہت مہمان نواز اور نافع الناس شخصیت تھیں۔ ربوہ کی آبادکاری کے فوراً بعد آپ نے اپنی ذاتی آمدنی سے دارالصدر میں گھر تعمیر کروالیا جو سارا سال خالی رہتا لیکن جلسہ کے دوران رشتہ داروں اور دوستوں سے بھر جاتا۔ یہ گھر آپ نے اپنے والد صاحب کی خواہش کی تکمیل میں بنوایا تھا تاکہ ربوہ جلد از جلد ایک آباد شہر نظر آئے۔ آپ خدمت خلق اور چندوں میں ہمیشہ آگے رہیں۔ چوہدری شاہ نواز صاحب فرمایا کرتے تھے جب میں چندوں کا وعدہ کرتا تو ہمیشہ بڑھوادیتی تھیں اور پھر بہت خوش ہوتیں۔ آپ نرم لہجے میں بولتی تھیں، کم گو تھیں اور ہمیشہ نگاہ نیچے رکھتیں لیکن آپ کے چہرے میں ایک خاص رعب تھا جس کا بہت عمدہ اثر پڑتا تھا۔

❋ ❋ ❋

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21/جون 2005ء میں شامل اشاعت مکرم محمد اسلم صابر صاحب کی ایک نعت سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

فدا تجھ پر مرا ہر ذرّہ ساقی
تری مَے نے عجب نشّہ دیا ہے
ترا در چھوڑ کر جاؤں کہاں میں
تو ہی شمس الہدیٰ بحرالعطا ہے
خدا سے رحم مانگیں میرے آقا
کہ اب چارہ نہ کوئی جز دعا ہے

مکرم سید سہیل احمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 15/دسمبر 2004ء میں مکرمہ نصرت احمد نوشی صاحبہ کا اپنے والد محترم سید سہیل احمد صاحب کی یادوں کے حوالہ سے تحریر کردہ ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

مکرم سید سہیل احمد صاحب 15 دسمبر 1931ء کورانچی صوبہ بہار، انڈیا میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے والد سید محی الدین احمد نامور وکیلوں میں سے تھے۔ وہ حضرت مصلح موعودؓ کے دست مبارک پر انیس سال کی عمر میں (اپنے خاندان میں سب سے پہلے) احمدی ہوئے تھے۔ ہجرت کے وقت انہوں نے قادیان کی زمینوں کے لئے کئی مقدمات بلامعاوضہ لڑے اور بفضل تعالیٰ جیتے۔ آپ نے اُس وفد کی قیادت بھی کی تھی جو اسی سلسلہ میں حضورؓ کے ارشاد پر پنڈت نہرو سے ملا تھا۔ 1957ء میں بہار کے حضرت سید ارادت حسین صاحبؓ کی بیٹی سے آپ کی شادی ہوئی۔

محترم سید سہیل احمد صاحب نے 1955ء میں C.S.P کا امتحان اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا جس کے بعد مزید ٹریننگ کے لئے آکسفورڈ اور کیمبرج تشریف لے گئے۔ یہاں آپ کے تعلقات حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ سے بھی استوار ہوگئے۔ پھر جب آپ بریسال کے ڈپٹی کمشنر تھے تو حضورؒ آپ کے ہاں بھی تشریف لے گئے اور آپ کے ذاتی بحری جہاز پر شکار کی غرض سے کئی دنوں کے لئے سندربن میں قیام کیا۔

آپ کی پہلی پوسٹنگ سیالکوٹ میں اسسٹنٹ کمشنر کے عہدے پر ہوئی۔ جس کے بعد مشرقی اور مغربی پاکستان کے مختلف اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے اور 35 سالہ سرکاری ملازمت میں بہت ایمانداری کا نمونہ پیش کیا۔ ریٹائرمنٹ کے وقت آپ کی خدمت کے اعتراف کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے میریٹ ہوٹل میں ایک الوداعی تقریب منعقد ہوئی تھی۔ اس تقریب میں آپ کو بے داغ سرکاری سروس پر انعام دیا گیا۔ آپ نے 1974ء میں (N.D.C) نیشنل ڈیفنس کالج کا کورس بھی کیا اور کئی بار بیرون ملک پاکستان کی نمائندگی کی۔ اس کے ساتھ ساتھ خدمت دین کی بھی خوب توفیق پائی۔ کئی بار آزمائش آئی لیکن آپ توکّل اور شکر کے میدان میں ترقی کرتے چلے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے شہداء سے متعلق خطبات میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ بہت نڈر اور جوشیلے احمدی رہے ہیں۔ حضورؒ نے براہمن بڑیہ کے ایک جلسے کا ذکر کرتے ہوئے آپکی بہت تعریف فرمائی جس کی صدارت آپ کررہے تھے کہ اچانک مخالفین نے حملہ کردیا۔ پتھراؤ کیا اور آگ لگادی۔ آپ بھی کافی زخمی ہوئے۔ حضورؒ نے مزید فرمایا کہ اسلام آباد میں اپنے قیام کے دوران بھی آپ کا یہی طرز عمل ہے۔

حقیقت بھی یہی تھی کہ اسلام آباد میں ہمارے گھر میں لجنہ اور انصار اللہ کے اجلاس خوب ہوتے تھے۔ آپ جماعت کے مختلف عہدوں پر فائز رہے اور ویسے بھی خدمت کرتے رہے۔ انگریزی اخباروں میں جب بھی احمدیت پر کسی رنگ میں حملہ ہوا تو آپ نے ہمیشہ احمدیت کا مدلل طریق پر دفاع کیا۔ دعوت الی اللہ کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ دل کی بیماری کی وجہ سے ہسپتال میں رہنا پڑا تو وہاں بھی یہ سلسلہ جاری رکھا۔

قرآن پاک سے انہیں بے انتہا عشق تھا اور اسے محبت سے پڑھنے کی بہت تلقین کرتے۔ ہروقت باوضو رہتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی ہر کتاب کئی کئی دفعہ پڑھی۔ موصی بھی تھے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں سنت رسولؐ پر عمل کرنے کی کوشش کرتے۔ ملازموں سے بہت احسان کا سلوک کرتے۔

آخری پانچ سال دل کی بیماری کی وجہ سے کچھ تکلیف میں گزرے، لیکن کبھی ناشکری یا بےصبری کا کلمہ نہیں کہا۔ قادیان سے اتنی محبت تھی کہ ایک دفعہ میں نے جلسے پر ایسے ہی کہہ دیا کہ لنگر کی روٹی سخت ہوجاتی ہے تو آپ نے مجھے ڈانٹا کہ مسیح موعود کے لنگر کے بارہ میں ایسا نہیں کہتے۔ نماز سے اتنی محبت تھی کہ آخری بیماری میں جب بھی ہوش آیا تو نماز کا ہی پوچھا اور نماز کے دوران ہی بےہوشی میں چلے جاتے۔ شدید بیماری کے علاوہ ہمیشہ کھڑے ہوکر نماز ادا کی۔ بیمار ہونے سے پہلے تک نہ صرف رمضان میں اہتمام سے روزے رکھتے بلکہ نفلی روزے بھی کثرت سے رکھتے۔

❋ ❋ ❋

مکرم میر عبدالرشید تبسم صاحب

مکرم میر عبدالرشید تبسم صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ 22/اگست 2005ء کو 61 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

آپ نے جولائی 1968ء میں جامعہ احمدیہ سے شاہد پاس کیا اور پھر پاکستان میں بہاولپور، حیدرآباد، کراچی، راولپنڈی، لاہور، شیخوپورہ اور اٹک میں کام کرنے کے علاوہ بیرون ملک غانا اور ہالینڈ میں بھی خدمت سلسلہ کی سعادت پائی۔ بوقت وفات دفتر میں اپنی ذمہ داریوں کے علاوہ بطور دفتر انچارج اصلاحی کمیٹی مرکزی ربوہ بھی کام کررہے تھے۔

مرحوم نے پسماندگان میں اپنے والدین کے علاوہ اہلیہ، دو بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

❋ ❋ ❋

اعزاز

ایک واقف نو عزیزم عطاء الوہاب افضل ابن مکرم محمد افضل صاحب آف چک نمبر 295 گ ب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میٹرک کے امتحان 2005ء میں فیصل آباد بورڈ میں مجموعی طور پر سوم آئے ہیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 29/جون 2005ء میں ''مقام خلافت'' کے عنوان سے مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی ایک طویل نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم سے چند اشعار پیش ہیں:

ہو ایمان کے ساتھ صالح عمل
تو اللہ کا وعدہ خلافت کا ہے
جسے چاہے پہنائے اللہ اسے
وہ مالک خلافت کی خلعت کا ہے
قدم اس سے آگے نہ رکھیں کبھی
کہ اگلا قدم بھی امامت کا ہے
یہ لازم ہے حد ادب میں رہیں
یہی اک تقاضا اطاعت کا ہے
ہم اس کی محبت سے مسرور ہیں
وہ مرکز ہماری محبت کا ہے
ہمیں اس سے نسبت غلامی کی ہے
یہ ناہید رشتہ ارادت کا ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
22nd September 2006 –28th September 2006

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 22nd September 2006

00:15	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:15	Al-Maa'idah: A cookery programme
01:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 158, Recorded on: 08/05/1996.
02:35	Huzoor's Tours: Huzoor's visit to India.
04:05	Bustan-e-Waqfe Nau Class with Huzoor. Recorded on 29th January 2005.
05:15	Moshaairah: An evening of poetry. Part 1.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 30th January 2005.
08:15	Le Francais C'est Facile: No. 76
08:40	Siraiki Service
09:10	Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 10, Recorded on 15th April 1994.
10:10	Indonesian Service
11:10	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00	LIVE Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, From Baitul Futuh.
13:10	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
14:10	Bengali Service
15:20	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
15:55	Friday Sermon [R]
16:55	Interview: An interview with Maulana Dost Mohammad Shahid.
18:00	Le Francais C'est Facile: No. 76 [R]
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International Jamaat News [R]
21:05	Friday Sermon [R]
22:20	Urdu Mulaqa'at: Session 10 [R]
23:15	Ramadhan and its Issues: A series of programmes about Ramadhan.

Saturday 23rd September 2006

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
00:50	Le Francais C'est Facile: No. 76
01:15	Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 159, Recorded on: 09/05/1996.
02:20	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 22nd September 2006.
03:25	Bengali Service
04:25	Interview: an interview with Maulana Dost Mohammad Shahid.
05:30	MTA Travel: A visit to the Moroccan city of Marrakesh. Part 2.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:05	Children's Class with Huzoor. Recorded on 5th February 2005.
08:10	Ashab-e-Ahmad
09:00	Friday Sermon [R]
10:00	Indonesian Service
10:55	French Service
12:00	Tilaawat
12:15	MTA International Jamaat News
12:55	Bangla Schomprochar
14:00	Intikhab-e-Sukhan: Nazm request programme
15:00	Children's Class [R]
16:00	Moshaa'irah: An evening of poetry.
16:55	Question and Answer Session in Urdu with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21/10/1995, Part 2.
17:50	MTA Variety: A documentary on Australian bush fires.
18:30	Arabic Service
20:35	MTA International Jamaat News
21:05	Children's Class [R]
22:10	Husn-e-Biyan: A quiz programme
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday 24th September 2006

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA International News Review
01:00	Husn-e-Biyan: A quiz programme
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 160, Recorded on: 14/05/1996.
02:30	Ashab-e-Ahmad
03:05	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 22nd September 2006.
04:05	MTA Variety: A documentary on Australian bush fires.
04:40	Moshaa'irah: An evening of poetry.
05:25	Husn-e-Biyan: A quiz programme
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
08:30	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 6th February 2005.
09:45	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Session 1, Recorded on: 07/03/1992.
12:35	Dars-e-Hadith
12:55	MTA International News Review
13:25	Bangla Schomprochar
14:25	Question and
15:25	Seerat-un-Nabi (saw)
16:20	Tilaawat
18:30	Arabic Service
19:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 161, Recorded on: 15/05/1996.
20:25	MTA International News Review
21:00	Dars-ul-Qur'an [R]
22:30	MTA Travel: A documentary on Islamabad, the capital city of Pakistan.
23:00	Tilaawat

Monday 25th September 2006

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News Review
01:30	Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Session 1, Recorded on: 07/03/1992.
03:00	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 22nd September 2006.
04:10	Tilaawat
04:35	Seerat-un-Nabi (saw)
05:30	MTA Travel: A documentary on the capital of Pakistan and its surroundings.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
08:40	Bustan-e-Waqfe Nau Class with Huzoor. Recorded on 12th February 2005.
09:40	Indonesian Service
10:55	Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Session 2, Recorded on: 08/03/1992.
12:20	Dars-e-Hadith
12:55	MTA International Jamaat News
13:30	Bangla Schomprochar
14:30	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on: 21/10/2005.
15:25	Seerat-un-Nabi
16:00	Tilaawat
18:30	Arabic Service
19:20	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 162, Recorded on: 16/05/1996.
20:30	International Jamaat News
21:05	Dars-ul-Qur'an [R]
22:15	Seerat-un-Nabi [R]
23:00	Tilaawat

Tuesday 26th September 2006

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review Special
01:35	Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Session 2, Recorded on: 08/03/1992.
03:00	Dars-e-Hadith
03:20	Seerat-un-Nabi
03:50	Medical Matters: A series of health programmes
04:40	Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 4, Recorded on: 05/09/1997.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
08:35	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 13th February 2005.
09:45	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Session 3, Recorded on: 14/03/1992.
12:30	Dars-e-Hadith
13:00	MTA International News Review Special
13:30	Bangla Schomprochar
14:30	Seerat-un-Nabi (saw)
15:00	Concluding Address, delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Community on the occasion of Jalsa Salana UK 2006. Recorded on 30th July 2006.
16:10	Tilaawat
18:10	Learning Arabic: Programme No. 2
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News Review Special
21:00	Dars-ul-Qur'an [R]
22:45	Learning Arabic: Programme No. 2 [R]
23:05	Tilaawat

Wednesday 27th September 2006

00:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:35	Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Session 3, Recorded on: 14/03/1992.
03:05	Tilaawat
03:20	Dars-e-Hadith
03:50	Seerat-un-Nabi (saw)
04:30	Concluding Address, delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Community on the occasion of Jalsa Salana UK 2006. Recorded on 30th July 2006.
05:40	Learning Arabic: Programme No. 2
06:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
08:30	Children's Class with Huzoor. Recorded on 19th February 2005.
09:45	Indonesian Service
10:40	Australian Documentary: A documentary about camels.
13:00	International Jamaat News
13:30	Bangla Schomprochar
14:30	From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), Recorded on: 02/07/1982.
14:50	Seminar: Includes different speeches on the topic of "Signs in the Holy Qur'an".
15:40	Seerat-un-Nabi (saw)
16:20	Tilaawat
18:00	Australian Documentary [R]
18:30	Arabic Service
19:20	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 169, Recorded on: 04/06/1996.
20:35	International Jamaat News
21:00	Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Session 4, Recorded on: 15/03/1992.
23:30	Tilaawat

Thursday 28th September 2006

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:30	Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Session 4, Recorded on: 15/03/1992.
03:20	Tilaawat
03:30	Dars-e-Hadith
03:45	Seerat-un-Nabi (saw)
04:40	From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), Recorded on: 02/07/1982.
04:30	Australian Documentary: A documentary about camels.
05:40	Jalsa Speeches: A speech delivered by Hafiz Ahmad Jibrael Saeed on "The progress of ahmadiyyat and service by the Jamaat in Ghana " on the occasion of Jalsa Salana UK, recorded on 27th July 2002.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
08:30	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 20th February 2005.
09:45	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan.
12:35	Dars-e-Hadith
12:55	MTA News Review Mid-Week
13:30	Bengali Service
14:30	Huzoor's Tour's: a programme documenting Huzoor's visit to India.
15:30	Moshaa'irah: An evening of poetry.
16:10	Tilaawat
17:55	MTA Variety: A quiz and informative programme
18:30	Arabic Service
20:30	News Review Mid week
21:05	Dars-ul –Qur'an [R]
23:00	Tilaawat

****Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT***

Translations for Hazoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 13 | Friday September 15, 2006 | Issue No. 37

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نعتیہ اشعار شائع کرنے کا مطالبہ

ماہنامہ ’’بیدار ڈائجسٹ‘‘ لاہور نے اپنے شمارہ (مارچ۔مئی 2004ء) میں غلام احمد صاحب پرویز کی کتاب ’’معراج انسانیت‘‘ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ ’’پرویز کافر ہو، مرتد ہو یا گمراہ اس کتاب میں اس نے میرے پیارے رسول کی عظمت ہی بیان کی ہے‘‘۔

اس عبارت کو پڑھتے ہی ایک ’’مکفر عالم‘‘ جناب شکیل عثمانی صاحب نے مدیر رسالہ کی خدمت میں مراسلہ لکھا کہ:

’’میرے محترم! اس اصول کو کیا آپ مرزا غلام احمد قادیانی پر apply نہیں کریں گے۔ اگر مَیں مرزا صاحب کے ان مضامین اور نعتوں کے فوٹو اسٹیٹ روانہ کروں جن میں توحید کے دلائل دئے گئے ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان کی گئی ہے تو کیا آپ انہیں اپنے مؤقر جریدے میں شائع کریں گے جیسے آپ نے مارچ کے شمارے میں پرویز صاحب کی ایک تحریر بعنوان ’’معرکہ حق و باطل اور مصالحت‘‘ شائع کی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ مرزا صاحب کی ابتدائی کتابوں کو دیکھ کر مولانا محمد حسین بٹالوی، خواجہ غلام فرید چاچڑاں والے اور مولانا رشید احمد گنگوہی نے مرزا صاحب کے بارے میں کلمہ خیر کہا تھا۔ ان کے فوٹو اسٹیٹ تو مَیں بعد میں بھیجوں گا۔ پہلے مرزا صاحب کے مندرجہ ذیل نعتیہ اشعار جو قطعی غیر اختلافی ہیں بیدار ڈائجسٹ میں شائع فرمائیں ؎

شرک و بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدؐ مختار ہیں
ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں‘‘

(ماہنامہ ’بیدار ڈائجسٹ‘ جولائی 2004 صفحہ 27)

❁❁❁❁❁❁

پیغمبر وقت سے تمسخر کی قدیم روایت کا پاکستان میں اعادہ

ماہنامہ ’’اشراق‘‘ لاہور (مئی 2006ء) نے اپنے ذاتی نوٹ میں ڈنمارک میں شائع شدہ توہین آمیز خاکوں پر تنقید کرنے کے بعد لکھا:

’’یہ تو وہ پہلو ہیں جن کا تعلق اسلام اور مغرب کے باہمی روابط سے ہے۔ اس کے علاوہ امت مسلمہ کی داخلی صورت حال اور رویے کے حوالے سے بھی چند امور قابل توجہ بلکہ درست تر الفاظ میں قابل اصلاح ہیں:

پہلی چیز یہ ہے کہ دنیا کو اخلاقیات کا درس دینے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم اپنے گھر کا جائزہ لے کر دیکھیں کہ دوسرے مذہبی گروہوں کے جذبات کے احترام کے حوالے سے خود ہماری اخلاقی صورت حال کیا ہے۔ افسوس ہے کہ کہ اس ضمن میں کوئی اچھی مثال دینے کے لئے بالعموم ماضی ہی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ ہماری تاریخ کے دور اول نے یہ منظر بھی دیکھا کہ فتح اسکندریہ کے موقع پر جب کسی مسلمان سپاہی کے پھینکے ہوئے تیر سے سیدنا مسیح علیہ السلام کی تصویر کی ایک آنکھ پھوٹ گئی تو اسلامی لشکر کے سپہ سالار عمرو بن العاص نے ’قصاص‘ کے لئے اپنی آنکھ پیش کردی۔ اور اب دور زوال میں ہم نے اس ’’اجتماعی اخلاقیات‘‘ کا مظاہرہ بھی کیا کہ خالص سیاسی محرکات کے تحت دنیا کے ایک بڑے مذہب کے بانی گوتم بدھ کے مجسمے تباہ کئے گئے تو اسے بُت شکنی کی روایت کا احیا قرار دے کر اس پر داد و تحسین کے ڈونگرے برسائے گئے۔ ہمارے ہاں ایک مذہبی گروہ کے ’’پیغمبر‘‘ کے بارہ میں تضحیک، تمسخر اور توہین پر مبنی جو لٹریچر شائع ہوتا اور مذہبی جلسوں میں جو زبان معمول کے طور پر استعمال کی جاتی ہے وہ ہماری اخلاقی سطح کو واضح کرنے کے لئے کافی ہے‘‘۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں ؎

پھر دوبارہ آگئی احبار میں رسم یہود
پھر مسیح وقت کے دشمن ہوئے یہ جُبّہ دار
صد ہزاراں آفتیں نازل ہوئیں اسلام پر
ہوگئے شیطاں کے چیلے گردنِ دیں پر سوار

❁❁❁❁❁❁

خاکسار لیڈر کا خطاب ملّاؤں اور ڈبّہ پیروں سے متعلق

آج مَیں اپنے اردگرد انتہائی جذباتی ماحول ہونے کے باوجود مکمل حواس اور ہوش کے سہارے پاکستانی مسلمانوں سے مخاطب ہوں کہ میرے خرمست ہم وطنو! تھوڑی دیر کے لئے اپنی قمیضوں کے گریبان چاک کرکے اپنے اندر جھانکو یا روبرو آئینہ ہو جاؤ تو تمہیں وہ اسباب اپنی بداعمالیوں، ہٹ دھرمیوں اور فرقہ بندیوں کی صورت میں اپنے جسم وجاں پر کندہ بصورت الفاظ نظر آئیں گے جن کی وجہ سے کبھی سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کو اور کبھی امریکہ، فرانس اور ڈنمارک کو پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شعائر اسلام کا مذاق اڑانے کی جرأت ہوئی۔ یادرکھو! دنیا میں اکثر غربی ورشدی اور والدین کو تب ہی کو سنے سننے پڑے جب ان کی امتیں، مریدین اور اولادیں نافرمان، بے راہ رو اور ناخلف اور بدمعاشی کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ اور اگر امّتیں فرمانبردار ہوں، مریدین اور اولادیں اطاعت گزار ہوں اور وسائل سے بھی مالا مال ہوں تو پھر کسی سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین اور دیگر ملعونوں کو مربی اور مرشدیؐ کی شان میں گستاخی کی جرأت نہیں ہوتی اور اگر ملعون پھر بھی کوئی گستاخانہ حرکت کر بیٹھے تو پھر فرمانبردار امّتیں، مریدین اور اولاد اب بدنیت اور بدطینت ملعونوں سے ایسا بدلہ چکاتے ہیں کہ ان بدبختوں کی آئندہ نسلیں بھی مربی اور مرشدیؐ کی شان میں گستاخی کا سوچ بھی نہیں سکتیں۔

پاکستانی مسلمانو! مَیں بنا مصلحت کے لگی لپٹی کے بغیر ببانگ دہل کہہ رہا ہوں کہ تم میں خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمان اور ناہنجار امت ہو۔ تمہارا تعلق آپؐ اور آپؐ کے لائے ہوئے دین سے برائے نام اور دکھاوے کا ہے۔ مغرب کے یہودیوں اور امریکیوں، سلمان رشدیوں اور تسلیمہ نسرینیوں کو آپؐ کی شان میں گستاخی اور شعائر اسلام کا مذاق اڑانے کی جرأت تمہاری اور تمہارے لیڈروں کی بداعمالیوں، اقرباء پروریوں، ذاتی، گروہی مفاد پرستیوں کے سبب ہوئی۔ مسلمانو! جب تک تم اپنے اندر اقرار جرم کی اخلاقی طاقت اور جرأت پیدا نہیں کرتے تم اپنی کمزوریوں، کوتاہیوں اور خامیوں کا ازالہ نہیں کرسکتے۔ آج بھی اس حقیقت کا اعتراف کرلو کہ اللہ کا خوف اور اس کی نعمتوں کا شکر اور اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ لحاظ اور پاس تمہاری نگاہوں میں نہیں۔ اگر ایسا نہیں ہوتا تو پھر اللہ کا آخری نبی احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جان و مال، اولاد و جائیداد اور بیویوں سے زیادہ عزیز اور پیارے ہوتے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیروکار ہوتے تب تم میں نہ خود اور نہ تمہارے چندوں اور وظیفوں پر پلنے والے ناہنجار مولوی اور ڈبّہ پیروں کی یہ جرأت نہ ہوتی کہ وہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کبارؓ اور آل رسولؐ کے خون جگر سے سینچے ہوئے گلشن اسلام کو مسلکوں اور عقیدوں کے نام پر ٹکڑے ٹکڑے کرتے اور نہ تمہارے یہ مذہبی رہنما گلشن اسلام کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے خود خدا بن بیٹھتے‘‘۔

(رسالہ ”الاصلاح“ لاہور۔ 13-20 اپریل 2006ء صفحہ 10)

❁❁❁❁❁❁

اسلام کے ٹھیکیداروں سے نفاذ اسلام کی احمقانہ توقعات

دیوبندی عالم ’’حضرت مولانا محمد اکرم اعوان شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ‘‘ کی کھری کھری باتیں:

(عوام) ’’چاہتے ہیں کہ اسلام آئے۔ وہ مولوی صاحب کو اسلام کا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ علماء کا کام ہے، یہ مولویوں کا کام ہے، یہ دینی جماعتوں کا کام ہے، یہ لوگ اکٹھے ہو جائیں اور اسلام نافذ کردیں۔ میر کا ایک شعر ہے ؎

میر بھی کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

ہم امیدیں لگائے بیٹھے ہیں کہ دینی جماعتوں کے یا دینی سیاسی جماعتوں کے سربراہان جو واقعی صاحب علم ہیں، نیک ہیں، اچھے لوگ ہیں وہ دین نافذ کردیں گے۔ لیکن ہم اتنے بیوقوف ہیں کہ ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ ان کی اپنی ساری اہمیت اس بات میں ہے کہ دین نافذ نہ ہو۔ ساری دینی سیاسی جماعتیں یا ساری دینی جماعتیں ابھی تک اسی بنا پر قائم اور زندہ ہیں کہ ملک میں دین نافذ نہیں ہے۔ اگر دین نافذ ہو جائے تو ان کا تو وجود ختم ہو جائے۔ یہ عشر، یہ زکوٰۃ، یہ چندے، یہ قربانی کی کھالیں اگر اسلام نافذ ہو جائے تو یہ تو بیت المال والے لے جائیں گے، یہ ریاست ویلفیئر سٹیٹ بن جائے گی۔ ہر فرد کو زندہ رہنے کے لئے، اس کی ضرورت کی تکمیل کے لئے ریاست ذمہ دار ہوگی۔ وہ اسے روزگار دے یا وظیفہ دے وہ تو ریاست کے گلے پڑ جائے گا۔ ہر بیمار کا علاج ریاست کی ذمہ داری ہوگی، ہر بچے کی تعلیم ریاست کی ذمہ داری بن جائے گی۔ اور رفاہ عامہ کے کام کے لئے زکوٰۃ، عشر، قربانی اور صدقات یہ سارے تو بیت المال لے جائے گا تو ان دینی سربراہوں کو کیا ملے گا؟ ان کا دماغ خراب ہے کہ اسلام نافذ کروا کر اپنی روزی روٹی ختم کروالیں اور بیٹھ جائیں میری اور آپ کی طرح مزدوری کرنے۔ انہوں نے تو مزدوری کرنے کا سوچا بھی نہیں۔ اگر اسلام نافذ ہو جائے تو ان کے جو بڑے بڑے دفاتر اور ان کا یہ وی آئی پی سٹیٹس اور حکومت سے ان کے مفادات اور وزراء اعظم سے ان کی ٹکریں اور ان کی خبریں اور اخباروں میں ان کے فیچر اس کی کیا ضرورت اور اہمیت رہ جائے گی۔ یہ تو سب ختم ہو جائے گا۔ تو اسلام دراصل ہماری صحت کے لئے صحیح نہیں ہے‘‘۔

(ماہنامہ ’المرشد‘ لاہور۔ اپریل 2006ء صفحہ 41-42)

نظامِ نو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’دنیاوی لحاظ سے بھی اگر اس نظام کی اہمیت کا اندازہ لگانا ہے تو آج سے ساٹھ سال پہلے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک تقریر فرمائی جلسے کے موقع پر ’نظام نو‘ کے نام سے چھپی ہوئی کتاب ہے۔ اُسے پڑھیں تو آپ کو اندازہ ہو کہ آج کل دنیا کے ازموں اور مختلف نظاموں کے جو نعرے لگائے جا رہے ہیں وہ سب کھوکھلے ہیں اور اگر اس زمانے میں کوئی انقلابی نظام ہے جو دنیا کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے، جو روح کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے، جو انسانیت کی خدمت کرنے کا دعویٰ حقیقت میں کرسکتا ہے تو وہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا پیش کردہ نظام وصیت ہی ہے‘‘۔

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء
مطبوعہ الفضل سالانہ نمبر 2005ء ص11.

(مرسلہ: سیکرٹری مجلس کارپرداز)